﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک یکم/دسمبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۴۸
۴/رمضان ۱۴۲۱ ہجری ☆ یکم/فتح ۱۳۷۹ ہجری شمسی

دعا کا مسنون طریق

حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کوئی دعا کرے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قرآن کریم کے احکامات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا ہونے کی کلید اور قوّت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا

"قرآن شریف کے ۳۰ سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر عمل در آمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت "دعا" ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا"۔ (الحکم ۲۴/ستمبر ۱۹۰۴ء جلد ۸ نمبر ۳۲ صفحہ ۴)

"جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہے"۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۲)

"غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے، نہ میرے کسی ہنر سے، مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اُس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں مخالفین کا جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ

پانچ احمدی مسلمان شہید کر دئے گئے جن میں دو بچے بھی شامل ہیں۔ بعد ازاں مسجد کو آگ لگا دی گئی

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۱۰/نومبر بروز جمعہ نماز عشاء کے وقت مخالفین کے ایک گروہ نے تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں واقع جماعت احمدیہ کی مسجد کا محاصرہ کر لیا۔ یہ گروہ اطہر شاہ کی سرکردگی میں مسجد احمدیہ پر حملے کی نیت سے آیا تھا۔ عین اس وقت ایک طے شدہ منصوبے کے تحت مختلف مساجد سے اعلان شروع ہو گئے جن میں لوگوں کو احمدی مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا اور سراسر جھوٹے طور پر یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ احمدیوں نے اطہر شاہ پر حملہ کر دیا ہے۔ ان اعلانات کے نتیجے میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد لاٹھیوں، ڈنڈوں، کلہاڑیوں اور آتشیں اسلحہ سے لیس ہو کر مسجد احمدیہ پہنچ گئے اور مسجد پر فائرنگ شروع کر دی۔ بعد ازاں انہوں نے مسجد کا دروازہ توڑ ڈالا اور اندر داخل ہو کر مسجد میں موجود چند احمدیوں پر حملہ کر دیا۔ کچھ احمدی تو جان بچا کر مسجد سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے مگر باقی احمدیوں کو ہجوم نے انتہائی بے دردی سے تشدد کا نشانہ بنایا اور ان پر کلہاڑیوں سے پے در پے وار کرتے رہے اور گلے کاٹ دئے۔ اس طرح ابتدائی اطلاعات کے مطابق چار احمدی مسلمان موقع پر ہی شہید ہو گئے جبکہ ایک زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یاد رہے کہ اس علاقہ میں ایک عرصہ سے جماعت کے خلاف شر انگیزی پھیلائی جا رہی تھی۔ ان ساری کارروائیوں میں اطہر شاہ پیش پیش تھا جو اکثر اوقات اوباش لڑکوں کو لے کر بازاروں میں سرعام جماعت اور اس کے بزرگوں کے خلاف گالی گلوچ کرتا رہتا تھا۔

جمعہ ۱۰/نومبر کو بھی اطہر شاہ اوباش لڑکوں کے ایک گروہ کو جو کلہاڑیوں، ڈنڈوں اور آتشیں اسلحہ سے مسلح تھا ساتھ لے کر جلوس کی صورت میں مختلف احمدیوں کے گھروں پر جا کر دروازہ کھٹکھٹاتا اور احمدیوں کو ان کے گھروں سے باہر نکلنے کے لئے للکارتا رہا مگر احمدی مسلمانوں نے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا اور اپنے گھروں میں مقیم رہے۔ پولیس کو اس ہلڑ بازی کی اطلاع دی گئی مگر اس نے ان شر پسندوں کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کی۔ چنانچہ یہ گروہ نعرے لگاتا ہوا شام سات بجکر ۵ منٹ پر عشاء کی نماز کے وقت مسجد احمدیہ پر پہنچا اور اس کو گھیرے میں لے کر اس پر حملہ کر دیا۔

مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستان کے بعض اخبارات نے اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر حقائق کے برخلاف اس رنگ میں پیش کیا کہ گویا جماعت احمدیہ کے ممبران کی طرف سے کوئی اشتعال انگیز کارروائی کی گئی تھی جس کے رد عمل میں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے اور جماعت احمدیہ کی ساری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ وہ کبھی بھی کسی قسم کی اشتعال انگیزی یا منافرت کی کسی کارروائی میں ملوث نہیں ہوئی۔ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے جو ہمیشہ دوسروں کے مظالم کا نشانہ بنی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر اپنے مظلوم پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور جو احمدی خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے ہیں ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو اور زخمیوں کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

☆☆☆..........☆☆..........☆☆☆

روزے کا مقصد خدا کو پانا ہے۔ اس کا مقصد ہر نیکی کو اپنے عروج تک پہنچانا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم اردو کلام میں سے

بعض منتخب دعائیہ اشعار

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ مَیں ہوں بے قرار

اے مرے پیارے فدا تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضُعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں اُمید اے میرے حصار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گیا اِس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغِ تقویٰ، دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہردم سیل وار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دُور گر پائیں سدھار

اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
مَیں غریب اور ہے مقابل پر حریفِ نامدار

دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اتار

بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے برتر از شبہائے تار

لشکرِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہو گئی، قدرت دکھا اے میرے یار

نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بیکار ہے
اب ہماری ہے تری درگاہ میں یاربّ پکار

(درثمین)

جماعت احمدیہ روڈرگ کے جلسہ سالانہ کا انعقاد

(صدیق احمد منور - مبلغ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۸ر اور ۹ر جولائی ۲۰۰۰ء کو روڈرگ جزیرہ کی جماعت کو اپنے ہیڈ کوارٹرز میں آٹھواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مجموعی طور پر سن ۲۰۰۰ء کا یہ پہلا جلسہ بہت کامیاب رہا۔ مکرم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے بھی شرکت کی اور ان کی تحریک پر اٹھارہ افراد پر مشتمل ایک وفد نے بھی شرکت کی اور وفد کی ایک ممبر خاتون نے روڈرگ میں مسجد کے مینارہ کی تعمیر کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ مکرم امیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ماضی میں یہ جلسہ صرف یک روزہ ہوتا تھا امسال دوروز کے پروگرام پر مشتمل تھا۔ جلسہ سالانہ کی کامیابی کا جائزہ لیتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گزشتہ سال کی نسبت ہر پہلو سے اضافہ ہوا۔ حاضری کے لحاظ سے، پروگرام میں تقاریر کے معیار کے لحاظ سے، نماز تہجد اور دیگر نمازوں میں حاضری کے حوالے سے اور غیر احمدیوں اور عیسائیوں کی جلسہ میں شمولیت کے اعتبار سے ہمارا قدم آگے بڑھا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

۵ر جولائی کے روز ریڈیو کے ذریعہ خاکسار صدیق احمد منور کو جلسہ سالانہ کے حوالے سے احمدیت کا محبت بھرا پیغام روڈرگ کی تمام آبادی تک پہنچانے کی توفیق ملی۔

حکومت ماریشس کے وزیر روڈرگ Hon. Joly Coeur Benoit نے اتوار کے اختتامی اجلاس میں شرکت کی اور اپنی تقریر میں جماعتی خدمات کی تعریف کی اور کہا کہ روڈرگ کی آبادی کو مذہب اور اخلاق کی طرف لانے میں جو جدوجہد جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ قابل تعریف ہے۔

حال ہی میں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے نئے احمدیوں نے جلسہ کے کام میں ہاتھ بٹایا اور جماعت کا باہمی تعاون محبت اور قربانی کا جذبہ دیکھ کر حیران ہوئے اور ان کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی۔ اتوار کو اختتامی اجلاس کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں ماریشن مقبول ڈش بریانی پیش کی گئی۔

جلسہ کے روح پرور اور مبارک ماحول میں سب احمدی دوستوں نے محسوس کیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو متضرعانہ دعائیں جلسہ سالانہ اور اس میں شریک ہونے والوں کے لئے کی ہیں وہ ہمارے حق میں قبول ہو رہی ہیں۔

احباب سے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ مولا کریم اگلے سال اس سے بھی زیادہ بہتر رنگ میں جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ راڈرگ کے

پہلے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ روڈرگ کا پہلا سالانہ اجتماع ۲۳ر جولائی ۲۰۰۰ء کو جماعت کی مرکزی مسجد روڈرگ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مجموعی طور پر حاضری ۵۰ کے قریب تھی۔ تلاوت، نظم، کوئیز اور تقاریر کے تمام پروگرام دلچسپ تھے۔ کل دو اجلاس ہوئے۔ مکرم مولانا صدیق احمد منور (مبلغ سلسلہ) نے اختتامی تقریر کی اور خدام کو دعوت الی اللہ کی اہمیت بتائی اور حضور انور ایدہ اللہ کا یہ پیغام پہنچایا کہ ہر احمدی مبلغ ہے اور اس نے اپنے علاقہ کو احمدیت کے لئے فتح کرنا ہے۔ اجتماعی دعا کے بعد خدام کی دو ٹیموں کے درمیان فٹ بال میچ بھی ہوا۔

الحمد للہ کہ خدام الاحمدیہ کا یہ پہلا تاریخی اجتماع دینی اور روحانی ماحول میں کامیابی سے منعقد ہوا۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

رمضان المبارک کے روزوں کے متعلق
چند بنیادی مسائل

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۵ تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فرماتا ہے چند گنتی کے دن ہیں جن میں روزے رکھنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ ہاں جو تم میں سے بیمار یا مسافر ہو اس کے لئے اَور دنوں میں اس تعداد کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔

﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ اور ﴿فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ کے الفاظ صاف طور پر بتاتے ہیں کہ یہ روزے جن کا حکم دیا جارہا ہے نفلی نہیں بلکہ واجب ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اگر کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اسے بہر حال بعد میں اس تعداد کو پورا کرنا ہوگا۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب رمضان کے دنوں میں مَیں بیمار تھا یا سفر پر گیا ہوا تھا تو اب رمضان کے بعد مَیں کیوں روزے رکھوں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ میں رمضان المبارک کے روزوں کا ذکر نہیں بلکہ صرف عام طور پر روزے رکھنے کا ذکر ہے وہ غلطی پر ہیں۔ اگر ان کی یہ بات صحیح ہے تو فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ کا کوئی مطلب نہیں رہتا۔ اول تو یہاں اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صرف ایسے ہی روزوں کا ذکر کیا جارہا ہے جن کے لئے شریعت کی طرف سے بعض ایّام مقرر ہیں۔ دوسرے اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایّام کسی خاص مہینہ سے متعلق ہیں۔ پس کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ سے عام نفلی روزے مراد لینا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

کن لوگوں پر رمضان کے روزے فرض نہیں

پھر اس بارہ میں اللہ تعالیٰ یہ ہدایت دیتا ہے کہ جو شخص بیمار یا مسافر ہو اسے بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ اور دنوں میں اس کمی کو پورا کرنا چاہئے۔ مَیں نے اپنے تجربہ کی بنا پر یہ بات دیکھی ہے کہ رمضان کے بارہ میں مسلمانوں میں افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ کئی دفعہ تعلیم یافتہ لوگوں کو مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ رمضان کی برکات کے قائل ہی نہیں اور بغیر کسی بیماری یا عذر شرعی کے روزہ کے تارک ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو سارا اسلام روزہ ہی میں محدود سمجھتے ہیں۔ اور ہر بیمار، کمزور، بوڑھے، بچے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے بھی یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور روزہ رکھے خواہ بیماری بڑھ جائے یا صحت کو نقصان پہنچ جائے۔ یہ دونوں افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔

اسلام کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ وہ انسان کو اس راستہ سے ہٹادے جو اس کی کامیابی کا ہے۔ اگر تو شریعت چٹی ہوتی یا جرمانہ ہوتا تو پھر بیشک ہر شخص پر خواہ وہ کوئی بوجھ اٹھا سکتا یا نہ اٹھا سکتا اس کا اٹھانا ضروری ہوتا۔ جیسے حکومت کی طرف سے جرمانہ کر دیا جائے تو اس وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ جس پر جرمانہ کیا گیا ہے اس میں ادا کرنے کی استطاعت بھی ہے یا نہیں بلکہ جس پر جرمانہ ہو اسے خواہ گھر بیچنا پڑے، بھوکا رہنا پڑے، جرمانہ کی رقم ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مگر قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے احکام چٹی نہیں بلکہ وہ انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں اور ان پر عمل کرنے سے خود انسان کو ہی آرام میسر آتا ہے۔ اور اس کی ترقی کے راستے کھلتے ہیں۔ جن مذاہب نے شریعت کو چٹی قرار دیا ہے ان کے ماننے والوں کے لئے تو ضروری ہے کہ خواہ کچھ ہو وہ اپنے مذہبی احکام کو ضرور پورا کریں۔ لیکن جس مذہب کے احکام کی غرض محض انسانی فائدہ ہو اس میں نفع و نقصان کا موازنہ ہوتا ہے اور جو صورت زیادہ مفید ہو اسے اختیار کر لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے بعض احکام کے سلسلہ میں بعض شرائط مقرر کر دی ہیں تاکہ اگر وہ شرائط کسی میں پائی جائیں تو وہ اس حکم پر عمل کرے اور اگر نہ پائی جائیں تو نہ کرے۔ یہ شرائط صرف جسمانی عبادت کے لئے ہی نہیں بلکہ مالی عبادت کے لئے بھی ہیں۔ جیسے زکوٰۃ ہے اور وطنی قربانی اور اتصال و اتحاد کی کوشش کے لئے بھی ہیں جیسے حج ہے۔ اسی طرح اور جتنے مسائل اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور جتنے احکام فرض ہیں ان سب کے لئے یہ شرط ہے کہ جب انسان کو طاقت ہو انہیں ضرور ادا کرے لیکن جب اس کی طاقت سے بات بڑھ جائے تو وہ معذور ہے۔ اگر حج انسان کے مالدار ہونے اور امن و صحت کی شرط سے مشروط ہے۔ اگر زکوٰۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک خاص مقدار میں کسی کے پاس ایسا مال ہو جو اس کی ضروریات سے ایک سال بڑھا رہے۔ اگر نماز کے لئے یہ شرط ہے کہ جو کھڑا نہ ہو سکے بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر نماز ادا کرے تو رمضان کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اگر انسان مریض ہو، خواہ اسے مرض لاحق ہو چکا ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا اسے یقینی طور پر مریض بنا سکتا ہو جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت ہے یا ایسا بوڑھا شخص ہے جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا اتنا چھوٹا بچہ ہے جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

مسافر اور بیمار کا روزہ رکھنا ایسا ہی لغو ہے جیسے حائضہ کا روزہ رکھنا۔ کون نہیں جانتا کہ حائضہ کا روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ بیوقوفی اور جہالت ہے۔ یہی حال بیمار اور مسافر کا ہے۔ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ اسی طرح وہ بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہوں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہو اس لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں اور آئندہ پچاس ساٹھ سال کے لئے وہ طاقت کا ذخیرہ اپنے اندر جمع کر رہا ہے اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا صحیح معنوں میں مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

بچوں سے روزہ رکھوانا

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے اُس وقت ان کو روزہ کی مشق ضرور کروانی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے۔ اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی اجازت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے رکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔

اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزوں کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ ہی کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزہ کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے۔

روزہ کے بارہ میں افراط و تفریط

بہر حال ان باتوں میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رک جانا چاہئے اور جہاں حکم دیتی ہے وہاں عمل کرنا چاہئے۔ مگر مسلمان اس وقت اعتدال کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ ان میں یا تو وہ لوگ ہیں جو روزہ ہی نہیں رکھتے اور یا وہ لوگ ہیں جو روزہ کے ایسے پابند ہیں کہ بیماری اور سفر میں بھی اسے ضروری سمجھتے ہیں اور بعض تو اس میں ایسی شدت اختیار کر لیتے ہیں کہ وہ چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں اور اگر وہ توڑنا چاہیں تو توڑنے نہیں دیتے۔ ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں کہ سات سات آٹھ آٹھ سال کے بچوں نے روزے رکھے تو ماں باپ نے ان کی نگرانی کی کہ وہ روزہ توڑ نہ دیں یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ بے شک روزہ کا ادب و احترام ان کے دلوں میں پیدا کرنا ضروری ہے اور انہیں بتانا چاہئے کہ اگر وہ سارا دن روزہ نہیں رکھ سکتے تو روزہ رکھیں ہی نہیں لیکن یہ کہ اگر وہ رکھ لیں تو پھر توڑیں نہیں خواہ مرنے لگیں، نہایت ظالمانہ فعل ہے اور اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔

غرض ایک طرف تو مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جو روزہ کے بارہ میں اس قدر سختی کرتے ہیں اور دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو روزوں کی ضرورت ہی کے قائل نہیں بالخصوص تعلیمیافتہ طبقہ اسی خیال کا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مَیں نے اخبارات میں پڑھا تھا کہ ایک شخص ترکی یا مصر سے یہاں آیا۔ وہ تقریریں کرتا پھرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس زمانہ میں ہوتے تو ضرور روزہ کی شکل بدل دیتے۔ اس لئے ہمیں بھی بدل دینی چاہئے کیونکہ وہ زمانہ اَور تھا اور یہ اَور ہے۔ اور اس کی صورت وہ یہ پیش کرتا تھا کہ روزہ کی حالت میں روٹی نہ کھائی جائے بلکہ صرف کچھ کیک اور بسکٹ وغیرہ کھا لئے جائیں۔ غرض ایک طبقہ افراط کی طرف چلا گیا ہے تو دوسرا تفریط کی طرف۔ حالانکہ اسلام ایک وسطی مذہب ہے اور وہ جہاں بیمار اور مسافر کو اجازت دیتا ہے کہ وہ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھیں وہاں ہر بالغ اور باصحت مسلمان پر یہ واجب قرار دیتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے اور ان مبارک ایام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح و تحمید اور قرآن کریم کی تلاوت اور دعاؤں اور ذکر الٰہی میں بسر کرے تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

بہر حال روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہئے کہ جان

تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی اختیار کرنی چاہئے کہ شریعت کے احکام کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ مَیں نے دیکھا ہے کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے۔ حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہو جایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کرے۔ ورنہ یوں تو بعض لوگ ہمیشہ ہی کمزور رہتے ہیں تو کیا وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں۔ مَیں اڑھائی تین سال کا تھا جب مجھے کالی کھانسی ہوئی تھی۔ اسی وقت سے میری صحت خراب ہے۔ اگر ایسے ضعف کو بہانہ بنانا جائز ہو تو میرے لئے تو شاید ساری عمر میں ایک روزہ بھی رکھنے کا موقع نہیں تھا۔ ضعف وغیرہ جسے روزہ چھوڑنے کا بہانہ بنایا جاتا ہے اسی کی برداشت کی عادت ڈالنے کے لئے تو روزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس پر کوئی شخص کہے کہ مَیں نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس کی وجہ سے بدی کرنے سے رک جاتا ہوں۔ پس روزہ کی تو غرض ہی یہی ہے کہ کمزوری کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو ورنہ یوں تو کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں اس لئے روزہ نہیں رکھتا کہ مجھے بھوک اور پیاس کی تکلیف ہوتی ہے۔ حالانکہ اس قسم کی تکالیف کو برداشت کی عادت پیدا کرنے ہی کے لئے روزہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو شخص روزہ رکھے کیا وہ چاہتا ہے کہ فرشتے سارا دن اس کے پیٹ میں کباب ٹھونستے رہیں۔ وہ جب بھی روزہ رکھے گا اسے بھوک اور پیاس ضرور برداشت کرنی پڑے گی اور کچھ ضعف بھی ضرور ہو گا۔ اور اسی کمزوری اور ضعف کو برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے روزہ رکھایا جاتا ہے۔ بے شک روزہ کی اور بھی حکمتیں ہیں جیسے ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے غرباء اور فاقہ زدہ لوگوں کی اعانت کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بہرحال روزہ اس لئے نہیں رکھا جاتا کہ انسان کو تکلیف ہی نہ ہو اور وہ کوئی ضعف محسوس نہ کرے بلکہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ اسے ضعف برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔ پس ضعف کے خوف سے روزہ چھوڑنا ہرگز جائز نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی بوڑھا ہو چکا ہے یا ڈاکٹر اس کے ضعف کو بھی بیماری قرار دے چکا ہو۔ ایسی صورت میں بیشک روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ مگر ضعف کے متعلق ظاہری ڈیل ڈول اور صورت سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے۔ بعض لوگ بظاہر موٹے تازے ہوتے ہیں اور چلتے پھرتے بھی ہیں لیکن دراصل وہ بیمار ہوتے ہیں اور ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ بالخصوص جن لوگوں کو دل کی بیماری ہو ایسے لوگوں کے لئے بھوک پیاس کا برداشت کرنا سخت خطرناک ہوتا ہے۔ پس کمزوری یا ضعف کا فیصلہ بظاہر دیکھنے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ دیکھنا ہو گا کہ ڈاکٹر کیا کہتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سے ڈاکٹر بھی دیانت داری سے کام نہیں لیتے۔ ذرا کوئی شخص دو چار بار جھک کر سلام کر دے تو جو چاہے ڈاکٹر سے لکھوا لے۔ ظاہر ہے کہ ایسے سرٹیفکیٹ کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے لیکن اگر حقیقی طور پر ڈاکٹر کسی کو مشورہ دے کہ اس کے لئے روزہ رکھنا مضر ہے تو گو وہ بظاہر تندرست بھی نظر آئے اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہو گا۔

بیمار اور مسافر کے روزہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ بیمار اور مسافر کے لئے روزہ جائز نہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔ (فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

روزہ نہ رکھنے والوں کی طرف سے فدیہ دینے کے احکام

پھر فرماتا ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کو بڑی دقت پیش آئی ہے اور انہوں نے اس کے کئی معنی کئے ہیں۔ یہ دقت زیادہ تر اس وجہ سے پیش آئی ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں جو ہٗ کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اس کے مرجع کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے اس کا مرجع صوم کو قرار دیا ہے اور بعض نے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کو۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کو "الفوز الکبیر" میں اس طرح حل کیا ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں "ہٗ" کی ضمیر ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ کی طرف گئی ہے۔ اس پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ یہ اضمار قبل الذکر ہے یعنی ضمیر پہلے آ گئی ہے اور مرجع بعد میں ہے حالانکہ مرجع پہلے ہونا چاہئے تھا۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ فِدْيَة کا مقام چونکہ نَحْوًا مقدم ہے یعنی وہ مبدا ہے اس لئے اس کی ضمیر اس کے ذکر سے پہلے آ سکتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ پڑتا ہے کہ فِدْيَةٌ مؤنث ہے اور ضمیر مذکر۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ فِدْيَة، طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کا قائم مقام ہے اور وہ مذکر ہے۔ اس لئے فِدْيَة کی طرف بھی مذکر کی ضمیر پھر سکتی ہے۔

اس بنا پر انہوں نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ ان لوگوں پر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا واجب ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت میں صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے جو اسلام میں نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ غرباء بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں۔

(۲) دوسرے معنے اس کے یہ کئے جاتے ہیں کہ مومنوں میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں وہ روزوں کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں۔ لیکن رسول کریم ﷺ کے عمل اور احادیث سے چونکہ یہ بات ثابت نہیں کہ روزہ دار فدیہ بھی دے اس لئے یہ معنے تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے علاوہ عقلی طور پر یہ معنے اس لئے بھی ناقابل قبول ہیں کہ فدیہ تو اس پر ہونا چاہئے جو روزہ نہ رکھ سکے۔ جو شخص باقاعدہ روزے رکھ رہا ہے اس پر فدیہ کیسا؟ ہاں اگر کوئی شخص اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عبادت کے بجا لانے کی توفیق بخشی ہے روزہ رکھ کر ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کرے تو وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہے کیونکہ اس نے روزہ بھی رکھا اور ایک مسکین کو کھانا بھی کھلایا۔ مگر بہرحال وہ ایک زائد نیکی ہو گی۔ قرآن کریم کسی کو اس بات کا پابند قرار نہیں دیتا کہ وہ روزہ بھی رکھے اور ایک مسکین کو کھانا بطور فدیہ بھی کھلائے۔

(۳) مفسرین نے اس آیت کے ایک معنے یہ بھی کئے ہیں کہ يُطِيْقُوْنَهٗ سے پہلے لَا محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ اور ہٗ کی ضمیر کا مرجع وہ صَوْم کو قرار دیتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ لَا اسی طرح محذوف ہے جس طرح آیت يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا (نساء، آیت ۱۷۷) میں تَضِلُّوْا سے پہلے بھی لَا محذوف ہے اور آیت کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ باتیں اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ گو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں لَا مقدر نہیں بلکہ ایک مضاف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے کہ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ مَخَافَةَ اَنْ تَضِلُّوْا یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے یہ باتیں تمہارے گمراہ ہو جانے کے خدشہ کی بنا پر بیان کرتا ہے۔

(۴) بعض نے اس آیت کا یوں حل کیا ہے کہ عربی زبان میں اَطَاقَ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی شخص نے کام تو کیا مگر بہت مشکل اور مصیبت سے۔ گویا جب کوئی شخص اپنے نفس کو انتہائی مشقت میں ڈالے بغیر کوئی کام سرانجام دینے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اَطَاق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے اَلَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور جن کی بدنی طاقت بالکل زائل ہو جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ غشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے جیسے بوڑھے یا دل کے مریض یا اعصابی کمزوری کے شکار یا حاملہ اور مرضعہ۔ ایسے لوگ جو بظاہر تو بیمار نظر نہیں آتے لیکن روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتے ہیں اُن کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ اپنی طرف سے دے دیا کریں۔ ان معنوں کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ قرطبی نے يُطِيْقُوْنَهٗ کی ایک قراءت يُطَوِّقُوْنَهٗ بھی بیان کی ہے۔ یعنی جو لوگ صرف مشقت سے روزہ نبھا سکتے ہیں۔ اور جن کی صحت روزہ رکھنے سے غیر معمولی طور پر خراب ہو جاتی ہے وہ بے شک روزے نہ رکھیں ہاں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔

میرے نزدیک چونکہ اَطَاقَ باب اِفْعَال میں سے ہے اور باب اِفْعَال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سلب کے معنے دیتا ہے اس لئے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنے ہونگے کہ وہ لوگ جن کی طاقت کمزور ہو گئی ہے یعنی قریباً ضائع ہو گئی ہے وہ بیشک روزہ نہ رکھیں مگر چونکہ ان کا روزہ نہ رکھنا محض اجتہادی امر ہو گا، مرض ظاہر کے نتیجہ میں نہیں ہو گا بلکہ صرف متوقع کمزوری کے نتیجہ میں ہو گا اور اجتہاد میں غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لئے انہیں چاہئے کہ اپنی اجتہادی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اگر ان کو فدیہ دینے کی طاقت ہو تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ ان دنوں میں دے دیا کریں تاکہ ان کی غلطی کے امکان کا کفارہ ادا ہوتا رہے۔

(۵) ایک اور معنے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر کھولے ہیں وہ یہ ہیں کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر روزہ کی طرف پھرتی ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی بیماری شدید ہے یا جن کا سفر پُر مشقت ہے وہ تو بہرحال فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کے مطابق دوسرے ایام میں روزے رکھیں گے۔ لیکن وہ لوگ جو کسی معمولی مرض میں مبتلا ہیں یا کسی آسانی سے طے ہونے والے سفر پر نکلے ہیں اگر وہ طاقت رکھتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں۔ اس وجہ سے کہ ممکن ہے انہوں نے روزہ چھوڑنے میں غلطی کی ہو۔ وہ آپ کو بیمار سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ایسی نہ ہو کہ وہ روزہ ترک کر سکیں۔ یا وہ اپنے آپ کو مسافر سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا سفر، سفر ہی نہ سمجھا گیا ہو۔

پس چونکہ ان کی رائے میں غلطی کا ہر وقت امکان ہے اس لئے ایسے بیماروں اور مسافروں کو چاہئے کہ ان میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں وہ دوسرے ایام میں فوت شدہ روزوں کو پورا کرنے کے علاوہ ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کریں۔ تاکہ ان کی اس غلطی کا کفارہ ہو جائے۔

اور اگر يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر کا مرجع فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کو ہی قرار دیا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اس حکم کو صدقۃ الفطر پر محمول کیا جائے اس آیت کا

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رمضان تو پھر چند دن میں گزر جائے گا اس لئے کمر ہمت کسو اور پورے ارادے کے ساتھ اور قوت کے ساتھ اور عزم صمیم کے ساتھ اس بات پر مستعد ہو جاؤ کہ اس مہینے میں جتنی نیکیاں ہم کما سکتے ہیں ضرور کمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو جہاں تک بندے کی توفیق ہے اسے خوش کر کے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۱ر فروری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۱ر تبلیغ ۱۳۷۳ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ . اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ . فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ . وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ. فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ. وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ . وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ . يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ. اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ . فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۷)

یہ جو آیات ہیں ان میں رمضان کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اے مومنو! تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ تم رمضان کے روزے اسی طرح رکھو جیسے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ ﴿اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ چند دن ہی کی تو بات ہے، چند دن کا فریضہ ہے۔ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا﴾ پس تم میں سے جو کوئی بھی بیمار ہو ﴿اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ یا سفر پر ہو ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾. تو پھر اس مدت کو دوسرے ایام میں پورا کرنا ہوگا اور ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ وہ لوگ جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں ان پر فدیہ بھی فرض ہے یا ان کے لئے فدیہ دینا بہتر ہے۔ ایک تو اس کا یہ ترجمہ بنتا ہے اور بھی تراجم ہیں اور سارے بیک وقت درست ہیں۔ چنانچہ مَیں باری باری اس آیت کے مختلف ترجمے آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ اس میں یہ بحث نہیں ہے کہ یہ درست ہے یا وہ درست ہے یا اِسے اختیار کیا جائے یا اُسے اختیار کیا جائے۔ میرے نزدیک یہ چونکہ مضمون کو کھول رہے ہیں اور وسعت دے رہے ہیں اس لئے بیک وقت سارے درست ہیں اور بیک وقت ان تمام معانی پر نظر رکھتے ہوئے اپنے اعمال کو ڈھالنا چاہئے۔ جیسے بعض دفعہ ایک تنگ جگہ سے دریا گزرتا ہے تو اس کی گہرائی تک نظر نہیں جا سکتی پھر جب وہ وسعت اختیار کرتا ہے تو وہ پھیل جاتا ہے لیکن پانی تو وہی پانی رہتا ہے۔ پس خدا کا کلام اسی طرح عرفان کا کلام ہے خواہ وہ آپ کو تھوڑا دکھائی دے اس وقت وہ زیادہ گہرائی میں جا چکا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ پھیل جاتا ہے اور کھلا کھلا وسیع دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ وہ موقع ہے جہاں آیت کریمہ ایک ایسی جگہ داخل ہو گئی ہے جہاں منظر بہت کشادہ اور وسیع دکھائی دینے لگا ہے۔ پس اس پہلو سے اس کے ترجمے کے پھیلاؤ کے متعلق پہلے یہ اصولی بات بیان کروں اور وہ پہلے بھی کر چکا ہوں مگر چونکہ بہت سے نئے سننے والے شامل ہوتے رہتے ہیں نئی نسل کے لوگ بھی آگے آتے رہتے ہیں اس لئے بعض باتیں بار بار سمجھانی مفید ہوتی ہیں۔

لفظ اَطَاقَ يُطِيْقُ طاقت کے مادے سے نکلا ہے۔ اور جب اس کو باب اِفْعَال میں جس طرح کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے استعمال کیا جائے تو اس میں بیک وقت مثبت معنی بھی آجاتے ہیں اور منفی معنی بھی آجاتے ہیں اور موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے والا یا سننے والا یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں اور ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ان دو پہلوؤں سے الگ الگ آیت پر غور کریں تو پھر اگلا سوال یہ اٹھے گا کہ کس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ﴿ہٗ﴾ کی ضمیر کس طرف جا رہی ہے۔ تو جو باتیں اس آیت میں مذکور ہیں ان میں سے عقلاً وہ جگہ تلاش کرنی ہو گی جن کا تعلق ﴿ہٗ﴾ کی ضمیر سے ہے یعنی وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جس کی طاقت نہیں رکھتے کیا چیز ہے؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ ایک روزے کا ذکر گزرا ہے اور ایک فدیہ کا۔ پس یا ﴿ہٗ﴾ سے مراد روزہ ہے یا ﴿ہٗ﴾ سے مراد فدیہ ہے یا بدلتی ہوئی شکلوں میں دونوں ہی باری باری مراد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک معنی جو مَیں نے آپ کے سامنے پڑھا تھا وہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں، سب پر فریضہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جو پسندیدہ ہے اور اس طرح فرض نہیں جیسا کہ روزے فرض ہیں۔ پس جو لوگ فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو فدیہ دیں۔

دوسری ضمیر اس کی چلے گی روزے کی طرف۔ جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں اور کسی مجبوری کے پیش نظر روزہ نہیں رکھ رہے ان کو فدیہ دینا چاہئے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بنے گا کہ وہ لوگ جو دائمی مریض ہیں یا عمر کے اس حصے کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے تو فدیہ بے شک نہ دیں۔ لیکن جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ ضرور فدیہ دیں۔ یعنی بیمار ہیں اور روزے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں پوٹینشل (Potential) طاقت مراد ہے۔ یعنی اپنی استطاعت کے لحاظ سے جو ان کو فطرت نے ودیعت کی ہے یا ابھی روزے رکھنے کی عمر میں ہیں اور نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ دیں۔ یہ وہ معنی ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی تحریر میں قبول کرتے ہوئے یعنی اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے اوپر روشنی ڈالی ہے کہ کیوں فدیہ دیا جائے۔ پھر اگر روزے کی طاقت ہے اور نہیں رکھ سکتے تو فدیہ کا کیا سوال پیدا ہوا۔ اس کا اس سے کیا تعلق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو"۔

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذہن میں اس تحریر کے وقت یا اس بیان کے وقت یہی معنی موجود دکھائی دیتے ہیں۔ ایک انسان ہے جو روزہ رکھ سکتا ہے لیکن وقتی طور پر اس طاقت سے محروم ہے۔ پس وہ لوگ فدیہ دیں اور فدیہ دے کر اللہ سے مدد مانگیں کہ اے خدا ہمیں اس کی طاقت عطا فرما دے۔

"خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس

میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹)

دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ لوگ جن کو اس کی طاقت نہیں ہے، جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس معنی میں ضمیر فدیہ کی طرف نہیں جائے گی اور صرف روزے کی طرف جائے گی۔ یعنی معانی نسبتاً محدود ہونگے اور اس سے مراد یہ ہوگی کہ یہ لوگ جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں روزے رکھ ہی لیں گے۔ یعنی یہ ترجمہ اختیار کرنے والوں کا رجحان اس طرف ہے کہ اس سے یہ معنی پیدا ہو جاتے ہیں کہ فدیہ کی حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں رکھ لیں گے مگر جن کو طاقت نہیں ہے وہ کیا کریں گے۔ کچھ تو ان کے دل کی تسلی کا سامان ہو۔ پس ان کو فرمایا گیا ہے کہ تم فدیہ دے کر اس حسرت کو کسی حد تک مٹالو کہ ہم اس نیکی سے محروم ہو گئے۔ مگر جو پہلے معانی ہیں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا وہ زیادہ وسیع ہیں اور یہ معنی بھی غلط نہیں ہے بلکہ درست ہے اور ایک خوبصورت پہلو کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ پس توفیق کی بات ہے۔ یہاں روزے کی یا فدیہ کی توفیق کی بات نہیں کر رہا انسانی نیکی کی توفیق کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جن کی نیکی کی توفیق وسیع ہو وہ جس حد تک کسی معنی میں نیکی کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ اس میں کرتے ہیں۔ پس اسی مضمون کو قرآن کریم پھر آگے بیان فرماتا ہے۔ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ﴾ ہم تو نیکی کی بات کر رہے ہیں جو شوق سے نیکی کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور نفلی طور پر بھی نیکی اختیار کرتا ہے ﴿فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ﴾۔ اس کے لئے بہتر ہے۔ پس وہ لوگ جو طاقت نہیں رکھتے وہ تو دیں گے ہی، جو طاقت رکھتے ہیں وہ بھی آیت کا یہ معنی سمجھتے ہوئے کہ ہم مخاطب ہیں اور ہمیں کہا گیا ہے کہ تم روزے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے اگرچہ تم نے بعد میں روزے رکھنے ہیں مگر اس وقتی محرومی سے بچنے کے لئے خدا کی خاطر غریبوں کو کھانا کھلاؤ تاکہ تمہاری یہ دل کی تمنا آئندہ پوری ہو سکے۔

﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس آیت کے اس مضمون کا یہاں کیا موقع ہے اسے ضرور سمجھنا چاہئے۔ یہ تو عام بات ہے جب نیکی کی باتیں ہو رہی ہوں تو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے۔ یہاں نفس کے بہانہ جوؤں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بیماری حقیقی ہو یقینی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رخصت عطا فرمائی ہے تقویٰ اسی میں ہے کہ خدا کی دی ہوئی رخصت سے انسان فائدہ اٹھائے لیکن اگر نفس کے بہانے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ مَیں تو بیمار ہوں اس لئے مَیں روزہ نہ ہی رکھوں تو بہتر ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ دیکھو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے، فدیہ دے بھی دو گے تو وہ بات نہیں بنے گی۔ تو فدیہ کے مقابل پر روزے کا ذکر ہو رہا ہے کہ فدیہ دے کر تم یہ نہ سمجھنا کہ تم نے نیکی کو پا لیا ہے۔ روزہ، روزہ ہی ہے۔ جو اس کے فوائد ہیں وہ فدیہ سے حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لئے اپنے نفس پر غور کر لو۔ اگر حقیقی اور سچے بیمار ہو تو نیکی اسی میں ہے کہ روزے نہ رکھو اور صرف فدیہ دو اور اگر نفس کے بہانے ہیں تو پھر کوشش کر کے دیکھو اگر تمہیں خدا تعالیٰ توفیق عطا فرما دے تو روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جیسا کہ پہلے بھی بارہا اس مضمون کو سمجھایا گیا ہے مفسرین اس آیت پر جب غور کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ الجھن ہوتی ہے کہ رمضان مبارک میں تو سارا قرآن نہیں اتارا گیا، پھر یہ کیوں فرمایا گیا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ اس کی توجیہات مختلف پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ رمضان مبارک میں اس کا آغاز ہوا تھا اور پہلی وحی جو غار حرا میں نازل ہوئی ہے وہ رمضان ہی کے کسی دن میں ہوئی ہے۔ تو اس لئے یہ ایک خیال ہے کہ چونکہ شروع اس وقت ہوا تھا اس لئے شروع میں اتارنے کا ذکر ہے۔

بعض دوسرے مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ وحی مسلسل سارا سال نازل ہوتی رہتی تھی مگر رمضان میں قرآن کریم کو دوبارہ دہرایا جاتا تھا اور کوئی انسان تو نہیں آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن دہراتا تھا، جبرائیل کے ذریعے خدا تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوتی تھی اور وہ قرآن جو آپؐ پر اتارا جا چکا تھا اس کی دہرائی کرواتا تھا۔ کوئی تحریری شکل نہیں تھی جسے سامنے رکھ کر پڑھ کر آپ یاد کر لیں۔ آج کل کے زمانے میں بھی جو اچھا حافظہ رکھنے والے ہیں ان کو بھی بار بار قرآن کریم کے تکرار کی ضرورت پیش آتی ہے اور اگر یہ نہ میسر ہو اور ان کو پڑھنا بھی نہ آتا ہو تو وہ پھر بعض دوسروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً اندھے قاری ہیں ان کے سامنے کوئی بچہ آکے بیٹھ جاتا ہے جس کو پڑھنا آتا ہے یا کوئی بڑا۔ وہ قرآن کریم کی دہرائی کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دہرائی کروانے والا تو جبرائیل کے سوا اور کوئی نہیں تھا اس لئے ہر رمضان مبارک میں جبرائیل حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی قرآن کریم کی دہرائی کرواتے تھے اور مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ ہر دفعہ قرآن نازل ہوتا تھا جب وحی کا فرشتہ دوبارہ قرآن لے کر اترتا ہے۔ اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہو چکا تھا اس کی دہرائی کی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ پورا دور مکمل ہوا۔ تو یہ معنی ہیں کہ یہ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے کہ اس میں سارا قرآن دہرایا جاتا ہے۔ آغاز بھی اسی مہینے سے ہوا اور پھر ہر سال وہ ساری وحی جو حضور اکرم محمد رسول اللہ پر نازل ہو چکی تھی وہ اس مبارک مہینہ میں دہرائی جاتی تھی۔

اس میں اور بھی فوائد ہیں۔ یہی آیت آگے ان فوائد کا ذکر کرتی ہے۔ اس مہینے کی برکت ایک تو یہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ﴿ھُدًی لِّلنَّاسِ﴾ تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ ہدایت ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے کیسے ہدایت ہو گیا؟ بات تو مومنوں سے شروع ہوئی تھی۔ کہا تو مومنوں کو جا رہا ہے کہ تم روزے رکھو۔ تو رمضان کا بنی نوع انسان کی ہدایت سے کیا تعلق ہے۔ اس مضمون کو قرآن کریم کی انہی آیات میں پہلے بیان فرما چکا ہے۔ ﴿کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ﴾۔ یہ روزوں کا مضمون پہلی دفعہ بنی نوع انسان کے سامنے پیش نہیں کیا جا رہا۔ خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ وہ تمام قومیں جن کو آسمانی ہدایت عطا ہوئی ہے ان کو روزہ رکھنے کا کسی نہ کسی رنگ میں حکم دیا گیا تھا اور رمضان میں تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ اس سے مجھ پر یہ مضمون کھلتا ہے کہ روزے کا جب بھی آغاز ہوا تھا وہ رمضان ہی میں ہوا تھا اور چونکہ بنی نوع انسان آغاز میں ایک ہی تھے جیسا کہ حج کی آیت میں بھی لِلنَّاسِ کا ذکر ہی آتا ہے یعنی مکہ کا بیت اللہ اس کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے ﴿ھُدًی لِّلنَّاسِ﴾ کا ذکر ہی آتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں چونکہ وہی ایک کعبہ تھا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا اس وقت ایک نبی کے نیچے سب بنی نوع انسان مجتمع تھے۔ پس اس بات نے اس وقت دہرایا جانا تھا جبکہ دین کامل ہو جاتا اور ایک دفعہ پھر تمام بکھرے ہوئے بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر اور ایک کعبے کی طرف مائل کرنا تھا۔ یہ وہی کعبہ ہے جس سے خدا کی توحید کی طرف بنی نوع انسان کو بلانے کا آغاز ہوا۔ تو یہی روزے والا مضمون نظر آتا ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو روزے کی تعلیم دی اور بیچ میں پھر دنیا بکھر گئی۔ مختلف اوقات مقرر ہو گئے مختلف شکلیں ظاہر ہوئیں لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر ایک دفعہ پھر بکھری ہوئی انسانیت کو مجتمع کرنا تھا اور تمام قوموں کو امت واحدہ بنانا تھا، تمام مذاہب کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنا تھا پس رمضان ہی کو چنا گیا تاکہ اسے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے استعمال کیا جائے۔

اس مضمون کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾۔ بنی نوع انسان کی جو عام ہدایت ہے اس کا تعلق تو ایک عام مضمون سے ہے اور آغاز سے بھی ہے لیکن قرآن میں ایک اور بات بھی پیدا ہوئی ہے وہ عام ہدایت کی تکمیل کرتا ہے۔ پس رمضان میں بھی ایک اور بات پیدا ہو چکی ہے جس شان کے ساتھ رمضان کی عبادت اور رمضان کے حق ادا کرنے کی تعلیم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس کو یہ تعلیم دی گئی ہو تو اگر صرف ﴿ھُدًی لِّلنَّاسِ﴾ کہہ کر بات چھوڑ دی جاتی تو پھر اس رمضان میں اور گزشتہ رمضانوں میں یا دوسرے مہینوں میں جن میں روزے اترے یا روزے فرض کئے گئے کوئی خاص فرق نہ رہتا۔ ایک جیسی ہی ہدایت سب کے لئے تھی۔ مگر قرآن کریم یہ امتیاز دکھانا چاہتا ہے کہ یہ رمضان اور ہے اور وہ رمضان اور تھے جو اس سے پہلے گزرے ہیں۔ اب وہ کتاب نازل ہوئی ہے، وہ قرآن نازل ہوا ہے ﴿وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی﴾ جو صرف ہدایت ہی پیش نہیں کر رہا، ہدایت میں جو سب سے زیادہ روشن نشانات ہیں، ہدایت کی سب سے اعلیٰ اور ارفع شکلیں اور سب سے زیادہ چمکتی ہوئی صورتیں وہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اور یہ رمضان جو مسلمانوں پر فرض کیا جا رہا ہے یہ ہدایت کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کی بہترین صورتوں تک پہنچاتا ہے۔

﴿وَالْفُرْقَانِ﴾ اور پھر فرقان عطا کرتا ہے۔ فرقان سے مراد ہے ایسی روشن دلیل جو فرق کر کے دکھا دے، جو اپنے اندر خود تمیز کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔ پھر ایسی دلیل جو غالب آنے والی ہو۔ پس فرمایا کہ قرآن کریم کی جو تعلیم دی جا رہی ہے اور قرآن کریم نے جو رمضان تمہارے سامنے رکھا ہے اس کے ذریعہ تمہیں عام ہدایت بھی ملے گی جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہے۔ وہ ہدایت

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بھی تمہیں ملے گی جو اس سے زیادہ درجہ کی ہدایت ہے اور جسے ﴿بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی﴾ کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر تمہیں فرقان نصیب ہو گی اور یہ ساری برکتیں رمضان کے ایک مہینے میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

پھر فرماتا ہے ﴿فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ . اس سے پہلے بھی حکم دیا جا چکا ہے کہ روزے رکھو، فرض ہو چکے ہیں۔ اب اس مضمون کو کھول کر بیان کرنے کے بعد پھر دعوت دی جا رہی ہے۔ اب تم سمجھ گئے ہو نا کہ یہ کیا چیز ہے۔ تم پر خوب کھول دیا گیا ہے کہ اس مہینے کی عظمت کیا ہے؟ اب پھر تمہیں بلاتے ہیں ۔ جس کو بھی یہ توفیق نصیب ہو کہ وہ اس مہینے کو پالے ﴿فَلْیَصُمْہُ﴾ تو اس مہینے کے روزے رکھے۔ ﴿وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ ہاں جو مریض ہو، حقیقتاً بیمار ہو یا سفر پر ہو تو ان کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ بعد کے دوسرے ایام میں یہ روزے پورے کریں۔ ﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ نیکی کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ نیکی کا مضمون بہت وسیع ہے۔ نیکی کے دوران تکلیف بھی آتی ہے لیکن تکلیف مقصد نہیں ہوا کرتی۔ پس ہر وہ تکلیف جو انسان اپنی طرف سے نیکی سمجھ کر برداشت کرے لازم نہیں کہ نیکی ہو۔ نیکی کی تکلیف میں ایک مقصد داخل ہوتا ہے۔ ہر وہ تکلیف جو اعلیٰ مقصد کی راہ میں آتی ہے وہ نیکی ہے ۔ اس کے سوا کوئی تکلیف نیکی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ رمضان میں تم تکلیفیں اٹھاؤ گے اور خدا کو راضی کر لو گے۔ چنانچہ ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان کی جو شدت ہے وہی نیکی ہے وہ بعض دفعہ اتنی سختی کرتے ہیں روزے کے دنوں میں خصوصیت سے صوبہ سرحد میں اور دیگر پٹھان علاقوں میں یہاں تک حد سے تجاوز کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی اگر روزہ رکھ کر گرمیوں کے دنوں میں بیہوش ہو کر زمین پر جا پڑے تو اس کے منہ میں پانی کا قطرہ نہیں ڈالنے دیتے۔ جب تک پہلے تھوڑی سی مٹی یا ریت ڈال کر نہ دیکھیں کہ منہ میں کوئی لعاب کا نشان باقی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ مٹی سوکھی نکل آئے تو پھر کہتے ہیں حق ہے اس کا روزہ تڑوا دو اور اگر کہیں تھوک لگا ہوا دکھائی دے دے تو کہیں گے نہیں ابھی نہیں ابھی مرنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ ہم تمہیں تکلیف دے کے خوش ہوتے ہیں۔

نیکی کا مضمون بہت گہرا اور بہت وسیع اور بہت اعلیٰ ہے۔ نیکی اگر مقصد ہو تو اس راہ میں جو تکلیف آئے وہ خوشی سے برداشت کرنا اس نیکی کو چار چاند لگا دیتا ہے لیکن وہ تکلیف ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔ پس فرمایا ہم تمہیں مصیبتوں میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جس کی جو توفیق ہو اس کے مطابق اس پر بوجھ ڈالتے ہیں اگر تم کو توفیق نہیں، بعد میں رکھ لینا۔ اور پھر بعد میں اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جب چاہو رکھ لو۔ جس سے یہ ثابت ہے کہ تکلیف مراد نہیں تھی ورنہ رمضان کے گرمی کے روزوں کے متعلق قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ تم نے گرمی کی شدت کے روزے نہیں رکھے تھے اب دوبارہ گرمی کے مہینے میں انہی دنوں میں رکھنا یا کہیں سردی کے دنوں میں بعض علاقوں میں سردی کی دقت ہوتی ہو گی ان کے لئے بعض سردی کے روزے مشکل میں پڑ جاتے ہونگے۔ ان کی راتیں بہت لمبی ہو جاتی ہیں اور لمبے عرصہ تک راتوں کو عبادت کرنا شاید بعضوں کے لئے دوبھر ہو۔ بہرحال مختلف موسموں کی مختلف اپنی بعض خصوصیات ہوتی ہیں اور بعض لوگوں کو مَیں نے دیکھا ہے کہ گرمیوں میں چونکہ دن یہاں لمبے ہو جاتے ہیں سردی کے باوجود کہتے ہیں ہم سے اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی اس سے تو بہتر تھا کہ ہم پاکستان چلے جاتے۔ چنانچہ ایک ہمارے مہمان آئے ہوئے تھے وہ گرمیوں میں روزے کے دنوں میں بیٹھے، پاکستان یاد کر رہے تھے کہ وہاں چھوٹے تو تھے نا کم سے کم۔ پیاس تو کوئی بات نہیں، مجھ سے بھوک نہیں برداشت ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہے جو برداشت ہوتا ہے اس کے مطابق کر لو۔ ﴿اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ ہیں۔ بعد کے ایام چن لو، دوسرے ہوں۔ ہم تمہیں تکلیف دینے کی خاطر نیکی نہیں کروا رہے۔ روزے میں بعض نیکی کی ایسی باتیں مضمر ہیں جنہیں اختیار کرو گے تو وہ نیکی بنے گی ورنہ محض بھوک سے یا پیاس کی تکلیف سے نیکی نہیں پیدا ہو گی۔

پھر فرماتا ہے ﴿وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ﴾ بس اتنی سی بات ہے کہ عدت ضرور پوری کرنا۔ اگر تیس روزے فرض ہیں تو تیس ہی رکھنے ہیں جتنے چھٹے ہیں وہ پورے کرنے ہوں گے ﴿وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾ اور خوب اللہ تعالیٰ کی تکبیر بیان کرو اس کی عظمت، اس کی بڑائی کے گیت گاؤ کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرما دی ہے تاکہ اس کے نتیجے میں ﴿لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾ تاکہ تم شکر گزار بندے بنو۔ شکر کرنے والے بنو۔ دو باتیں ہیں ﴿عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ﴾ ایک اس وجہ سے تکبیریں کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور ایک اس لئے کہ جب تم تکبیر بلند کرو گے خدا کی بڑائی کے گیت گاؤ گے تو پھر تمہیں شکر نصیب ہو گا۔ اللہ کا شکر اس طرح کیا کرتے ہیں۔

اب آخری بات جو دراصل روزے کا قبلہ اور کعبہ ہے ہر روزے کی انگلی اس بات کی طرف اٹھتی ہے بلکہ ہر نیکی، ہر عبادت کی انگلی اسی طرف اٹھ رہی ہے۔ یہ وہ بیان فرمائی گئی ہے جو اس آیت کا معراج ہے یا اس مضمون کا معراج ہے۔ فرماتا ہے۔ ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ . فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ جب بھی لوگ تجھ سے پوچھیں کہ میں کہاں ہوں، میرے متعلق سوال کریں ﴿فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ میں تو قریب ہوں۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تو ان سے کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ ایک ایسے حاضر ناظر کا کلام ہے جو موجود ہے اور سننے والے سے پہلے ان کو جان لیتا ہے کہ سوال کیا پیدا ہوا ہے۔ یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قلب مطہر تک پہنچتے پہنچتے جہاں باتوں کا آخری عرفان حاصل ہوتا ہے کچھ وقت لیتا ہے۔ آواز کی لہریں بھی ایک صوت کو دوسری جگہ تک منتقل کرنے کے لئے کچھ وقت لیتی ہیں مگر اللہ تو ہر جگہ حاضر ناظر موجود ہے۔ وہ جب خیال دل میں پیدا ہوتا ہے، سوال اٹھ رہا ہوتا ہے اس وقت بھی جانتا ہے کہ کیا ہے تو فوراً جواب دے دیتا ہے ﴿اِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ مَیں تو قریب ہوں۔

اس سے ایک بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ یہاں اس سوال سے اعلیٰ اور اول مفہوم خدا کی تلاش کرنے والوں کا سوال ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ لوگ جو مجھ سے مرادیں مانگتے ہیں ان کو کہہ دو کہ میں قریب ہوں۔ یہ بھی معنی ہیں لیکن بعد میں آئیں گے۔ اول معنی یہ ہیں کہ تجھ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ اے محمدؐ! تیرا رب ہے کہاں؟ کیا ہم بھی اس تک پہنچ سکتے ہیں؟ تو مَیں یہ جواب دیتا ہوں کہ میں قریب ہوں۔ لیکن اس قرب کو محسوس کرنے کے لئے اس قلبی رؤیت کے لئے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے وہ صلاحیتیں پیدا ہونی ضروری ہیں۔ آگے جا کر اس مضمون پہ بھی اللہ تعالیٰ روشنی ڈالے گا۔ تو پہلی بات تو یہ سمجھ لیں ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر طلبگار کے قریب موجود ہے اسے لمبے سفر کے بعد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دل کے معاملات ہیں اگر دل اخلاص کے ساتھ یہ فیصلہ کر لے کہ مَیں اپنے رب تک پہنچنا چاہتا ہوں تو وہ ہر جگہ ہے۔

﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ﴾ اس میں دوسرا مضمون پھر آ گیا کہ مَیں دعوت دینے والے کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔ اس میں پہلا معنی یہ ہے کہ قریب تو ہوں پر تم پوچھو گے تو مَیں جواب دوں گا نا!۔ تمہارے دل میں خواہش ہی کوئی نہیں تو مَیں یونہی اپنے حُسن سے پردے اٹھاتا پھروں۔ کوئی طلبگار آنکھ ہو تو اس کو جلوہ دکھاؤں ۔ تو رمضان مبارک اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی خاطر قائم فرمایا گیا ہے اور یہ آخری نتیجہ ہے رمضان کا اور رمضان کی نیکیوں کا۔ تو فرمایا تم پہلے اپنے دل میں اپنے رب کو حاصل کرنے کی طلب پیدا کرو۔ یہ طلب ہو گی تو مَیں تمہارے قریب ہوں اور تم مجھے قریب پاؤ گے۔

﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ﴾ اور مَیں خاموش قریب نہیں ہوں بلکہ تمہاری دعوت کا جواب بھی دوں گا۔ تم پکارو گے تو مَیں جواب میں بولوں گا اور تم سے کلام کروں گا۔

﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ مگر ایک شرط ہے کہ تم بھی میری باتیں مانا کرو۔ اگرچہ یہ بات سب سے آخر پر رکھی ہے لیکن اصل میں ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ﴾ اور سوال کے درمیان میں کھڑی ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں قریب ہوں تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں اور دوں گا۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی لازماً میری باتوں کا جواب دیا کرو۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ جب ضرورت تمہیں پڑے مجھے آوازیں دو اور مَیں حاضر ہو جاؤں۔ یہ تو آقا اور غلام کا تعلق بن گیا یعنی آواز دینے والا آقا ہو گیا اور 'ہاں جی حاضر سائیں' کہنے والا غلام بن گیا۔ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ مَیں جب کہتا ہوں کہ ہاں میں حاضر ہوں اور جواب دیتا ہوں تو ایک نوکر کی طرح نہیں، ایک مالک کی طرح حاضر ہوں، ایک محبوب کی طرح حاضر ہوں۔ تم میں خادمانہ ادائیں ہونگی تو مَیں مالک بن کر تم پر روشن ہوں گا، تم میں عاشقانہ جذبے ہونگے تو محبوب کی طرح مَیں تم پر ظاہر ہونگا اور تمہیں جلوے دکھاؤں گا۔ یہ مضمون ہے ﴿فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ﴾ کا۔

وہ لوگ جو خدا کی باتیں مانتے ہیں خدا ان کی اسی طرح مانتا ہے جس طرح وہ خادم جو آقا کی ہر بات پر لبیک کہتا ہے جب اس کو ضرورت پڑتی ہے تو کون آقا ہے جو دل کی وسعتیں رکھتا ہو اور پھر اس سے انکار کر دے۔ بعض بدکردار تنگ دل لوگ ایسے بھی ہیں جو ساری عمر خدمتیں لیتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ وہ اللہ تو ان میں سے نہیں نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ اللہ فرماتا ہے تم مجھ سے عبدیت کا تعلق رکھو، میرے سامنے جھکو، میری باتیں مانا کرو پھر مَیں تمہیں یقین

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

دلاتا ہوں کہ مَیں کبھی تم سے دور نہیں رہوں گا۔ جب تمہیں ضرورت پیش آئے گی مَیں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ جب تم مجھے پکارو گے مَیں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔

پھر فرمایا ﴿وَلْیُؤْمِنُوْا بِی﴾ اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اب ایمان ہی سے تو بات شروع ہوئی تھی۔ ﴿یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاکُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُم﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تو یہ ساری بات ختم کر کے پھر ایمان کہاں سے لاتا ہے۔ یہاں ایمان کے معراج کی بات ہو رہی ہے جیسے روزہ عبادت کے معراج پر خدا کو دکھاتا ہے۔ اب یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ ایمان تو یہ ہو گا جب خدا تم سے بولے گا، جب تم اس کے کامل بندے بن چکے ہو گے، جب اسے اپنے قریب دیکھا کرو گے، جب وہ تمہاری باتوں کا جواب دے گا۔ حقیقی ایمان تو وہ ہے ورنہ تمہیں کیا پتہ کہ تم ایمان لائے بھی ہو کہ نہیں۔ دور سے دیکھ رہے ہو ایک بات کا تمہیں خیال ہے کہ تم ایمان لاتے ہو مگر جب مشکلات کے وقت آتے ہیں، جب مصائب کے زلزلے آتے ہیں تو تمہارے ایمان کی بنیادوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات تمہارے ایمان بنیادوں سے اکھیڑے جاتے ہیں۔ تو ایمان تو وہ ہے جو ہر قسم کے مصائب کے ابتلا میں پڑنے کے بعد پھر بھی ثابت قدم رہے اور اسی طرح وہ آسمان سے باتیں کر رہا ہو جیسے ایک مضبوط تناور درخت جس کی جڑیں زمین میں قائم ہوں اور وہ ابتلاؤں اور زلازل کے وقت بھی اسی طرح ثابت قدم رہتا ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی رہتی ہیں۔

پھر فرمایا ﴿وَلْیُؤْمِنُوْا بِی﴾ اب ہم تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ ایمان اس کو کہتے ہیں۔ عبادت کے حق ادا کرو، خدا کے حضور جھکو، اس کی ہر بات پر لبیک کہو اور اس کے نتیجے میں پھر کسی دور کی جنت کا انتظار نہ کرو بلکہ خدا کی جنت اپنی رضا لے کر تمہارے پاس کھڑی ہو گی۔ تمہاری ہر تمنا کو دیکھے گی اور ہر خواہش کا جواب دے گی۔ پس یہ وہ مضمون ہے جو رمضان مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔ پس مجھ پر وہ ایمان لے آئیں۔ اس کے بعد فرمایا ﴿لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ تا کہ عقل کامل حاصل کر سکیں۔ رُشد ہدایت کو بھی کہتے ہیں اور عقل کو بھی کہتے ہیں اور حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

تو امر واقع یہ ہے کہ اہل اللہ ہی ہیں جن کو عقل کامل نصیب ہوتی ہے اس کے بغیر یونہی دنیا کے ڈھکوسلے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہلِ عقل ہیں لیکن جن کے فیصلے خدا کے حوالے سے نہ ہوں ان کے فیصلے کبھی درست نہیں ہو سکتے۔ صرف اسی وقت درست ہو نگے جب خدا کا حوالہ اس طرف کھڑا ہو جس طرف ان کا اپنا مفاد کھڑا ہے۔ جب دونوں کی سمت ایک ہو جائے گی تو وہ ضرور درست فیصلے کریں گے۔ لیکن جہاں یہ سمت بدلے گی خدا ایک طرف ہو گا اور ان کا مفاد دوسری طرف۔ وہاں وہ بیوقوف لوگ ہمیشہ اپنے مفاد کے حق میں فیصلے کریں گے اور خدا کے حق میں نہیں کریں گے۔ تو ان کی عقل عارضی ہے اور وقتی حالات سے تعلق رکھتی ہے۔ جب وہ حالات بدلتے ہیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ پس آج دنیا کی بڑی بڑی قومیں جو اپنے سیاسی یا دیگر ملکی فیصلہ جات میں غلطیاں کرتی ہیں اس کی بنیادی وجہ آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ خدا سے عاری فیصلے کرتے ہیں۔ اگر اتفاقاً وہ بات ہدایت کی ہو جائے تو ہو جائے ورنہ جب بھی ان کا مفاد عقلِ کُل کے مفاد سے ٹکرائے گا وہ اپنے مفاد میں فیصلے کریں گے اور عقلِ کُل کو ترک کر دیں گے۔

رمضان مبارک میں ہم نے یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے۔ ایک مہینے کا سفر ہے ﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ یہاں اس مین اس طرف اشارہ ہے کہ اتنی بڑی مصیبت نہیں ہے کہ تم کہو کہ اوہو بڑی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک سال کا بارہواں حصہ ہی ہے نا۔ وقت گزار لو۔ وہاں دوسری طرف ایک اور پیغام بھی ہے کہ یہ دن بار بار سال میں نہیں آئیں گے۔ ایک سال میں یہ چند دن ہیں، آئیں گے اور گزر جائیں گے۔ بہار کے ایام ہیں ان سے فائدہ اٹھالو۔ اگر نہ اٹھا سکے تو پھر سال بھر حسرت رہے گی اور تم حسرت سے دیکھو گے کہ کاش یہ چند دن ہم نیکیاں کر کے خدا کو راضی کر لیتے اور مہینے کی برکات سے مستفیض ہو سکتے۔ پس ﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ ہیں۔ جو تکلیف محسوس کرتے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ چند دن ہی تو ہیں گزر جائیں گے۔ انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ سہارا دے گا اور توفیق بخشے گا۔ پھر جس کو تم مشکل سمجھ رہے ہو آسان دکھائی دینے لگیں گی۔ اور وہ لوگ جو حقیقت میں نیکی کا عرفان رکھتے ہیں اور اپنی کمزوریوں پر نگاہ ہے ان کو علم ہے کہ بخشش طلب کرنے والی بہت باتیں پڑی ہیں۔ انسان اتنے گناہ کر چکا ہے، اتنا اپنے آپ کو داغدار کر چکا ہے کہ ایک رمضان کی بات نہیں، بیسیوں رمضان آئیں اور اسے دھوتے جائیں اور پتھروں پر پٹختے جائیں تب بھی بعض ایسے داغ ہیں جو شاید مٹنے میں نہ آئیں۔ اور یہ رمضان تو پھر چند دن میں گزر جائے گا اس لئے کمر ہمت کسو اور پورے ارادے کے ساتھ اور قوت کے ساتھ اور عزم صمیم کے ساتھ اس بات پر مستعد ہو جاؤ کہ اس مہینے میں جتنی نیکیاں ہم کما سکتے ہیں ضرور کمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو جہاں تک بندے کی توفیق ہے اسے خوش کر کے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ نسائی کتاب الصوم سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں:

"عن عبدالرحمن بن عوف عن رسول الله ﷺ اَنَّهٗ ذَکَرَ رَمَضَانَ وَفَضَّلَهٗ عَلَی الشُّهُوْرِ . وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ"۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا جس نے رمضان کو قائم کیا اِیْمَاناً وَاِحْتِسَابًا پورے ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ اس کے گناہ اس سے اس طرح زائل ہو جائیں گے جیسے اس دن گناہ اس کے ساتھ نہیں تھے جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔ اب یہ بہت ہی عظیم خوشخبری ہے۔ اس کا بھی ﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ سے تعلق ہے۔

﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا ایک عارف کو یہ خوف بھی تو ہوتا ہے کہ چند دن گزر جائیں گے مَیں پتہ نہیں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں کہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے گر سکھا دیا ہے کہ اس طرح اس رمضان سے پیش آؤ کہ تم اس کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکو۔ جو یہ ہے کہ رمضان کو ایمان کے ساتھ قائم کرو اور احتساب کے ساتھ قائم کرو۔

ایمان کا تعلق یہ ہے کہ ایمان کے جتنے تقاضے ہیں وہ اس رمضان میں تمہیں دکھائی دیں گے اور ایمان کے سارے تقاضے پورے کرو۔ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے بے پرواہ دنیا کی نظر سے غافل، انسان محض اللہ کی رضا کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اور اس کی خاطر پھر اعمال اختیار کرتا ہے۔ پس آدھی رات کو اٹھنا جبکہ کسی کو خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے اس وقت محض اللہ کی یاد کی خاطر اٹھنا اس کا گہرا ایمان سے تعلق ہے۔ پس مراد ہے اپنی راتوں کو بھی جگاؤ۔ پھر خدا کے نام پر بار بار اس مہینے میں نیکی کرنا اور دین کے تمام فرائض کو پورا کرنا ایمان کی تفاصیل میں تمام عبادات داخل ہیں۔ ایمان باللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ کو کہہ دیا کہ اللہ ایک ہے یا اللہ موجود ہے۔ ایمان باللہ کے اندر تمام اہل عرفان، اہل علم جانتے ہیں کہ تمام نیکی کے مضامین جو ایمان لانے کے بعد انسان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان سب کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ پھر ﴿اِیْمَانًا﴾ کہہ کر ایک بہت وسیع مضمون کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا۔ اس کے بعد کسی اور لفظ کی بظاہر ضرورت نہیں رہتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے اور وہ ہے ﴿اِحْتِسَابًا﴾ کہ ہر لمحہ اپنا حساب کرتے رہنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم نیکیاں کر رہے ہو۔ اگر تم نے نیکی پر نظر نہ رکھی، اپنی نیتوں کو ٹٹولتے نہ رہے تو جن کو تم ایمان کے مطابق رمضان قائم کرنا کہتے ہو بسا اوقات وہ ایمان کے مطابق نہیں ہو گا بلکہ بعض اور تقاضوں کے نتیجے میں ہو گا۔

رمضان کے مہینے میں کئی ایک قسم کے رواج چلتے ہیں اور انسان بظاہر یہ سوچتے ہوئے کہ یہ چیزیں منع تو نہیں جائز ہیں ان میں شدت اختیار کرتا ہے لیکن احتساب کے خلاف ہے۔ مثلاً افطاریاں چلتی رہتی ہیں۔ لمبی لمبی امیروں کی امیروں کی ساتھ مجالس۔ بعض عرب ملکوں میں بلکہ شاید اکثر عرب ملکوں میں تو یہ رواج ہے کہ ساری ساری رات کھاتے پیتے اور بعض علاقوں میں تو ناچتے گاتے بھی ہیں اور ساری رات مجلسیں لگاتے ہیں اپنے گھروں سے کچھ کھانا اکٹھا کر کے لے آتے ہیں اور کُلُوا جَمِیْعًا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ صبح کا انتظار کرتے ہیں۔ اور پھر جب روزے کا وقت آئے تو شاید سحری کھانے کا تو کوئی وقت ہی نہیں، توفیق ہی نہیں ملتی ہو گی۔ تو اس وقت کھانا پینا بند کیا اور روزہ شروع ہو گیا۔ ایمان کا تقاضا یہ تو نہیں ہے۔

ایمان کا تقاضا تو وہ ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پورا فرمایا کرتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ عام دنوں میں بھی آپ اپنی راتوں کو جگاتے تھے مگر رمضان میں جس شدت سے جگاتے تھے اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ عام دنوں میں بھی آپ دن کو نیکیاں

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ تیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

کرتے تھے، عام دنوں میں بھی آپ غریب پروری فرماتے تھے۔ مگر رمضان کے مہینے میں تو اس کی شکل ایسے ہو جاتی تھی جیسے عام بارش موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو جائے۔ اس طرح نیکی ہر طرف سے برسنے لگتی تھی۔ پس اس کو کہتے ہیں ایمان کا حق ادا کرنا اور اس سلسلے میں احتساب لازم ہے۔

انسان بظاہر سمجھتا ہے کہ رات کو مجلس لگانے میں کیا حرج ہے؟ کب منع ہے۔ روزے کا وقت شروع ہوگا تو پابندی شروع ہوگی مگر اس مزاج سے مختلف بات ہے۔ روزے کے مزاج کے خلاف ہے کہ راتوں کو لغو مشاغل میں صرف کیا جائے۔ بعض لوگ تو اس حد تک اس معاملے میں بے چارے لاعلم اور جاہل ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بلجیم کے مبلغ صاحب کا فون آیا کہ میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں کیا جواب دوں۔ ہنس رہے تھے۔ مراد یہ تھی کہ آپ بھی سن لیں کیا قصہ ہوا ہے۔ کہتے ہیں چار پاکستانی لڑکے جو بلجیم میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے تہجد کے وقت فون کیا اور کہا کہ ہمارا آپس میں اختلاف ہو گیا ہے آپ بتایئے حقیقی مسئلہ کیا ہے؟۔ تو میں نے کہا فرمایئے کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم شراب کے عادی ہیں تو چونکہ سارا دن شراب نہیں پینی ہوتی ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ساری رات شراب پئیں گے۔ وہ تو خیر ٹھیک ہے اس میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ روزے سے تھوڑا سا پہلے شراب چھوڑ دینی چاہئے کیونکہ شراب سے روزہ نہیں ہو سکتا اور میرے ساتھی بعض کہتے ہیں کہ نہیں اگر ہم نے شراب چھوڑ دی تو آٹھ پہرہ روزہ بن جائے گا اور اٹھ پہرہ روزہ حرام ہے، یہ نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھیں جہالت انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔

روزے کا ایک مزاج ہے۔ اس کا مقصد خدا کو پانا ہے۔ اس کا مقصد ہر نیکی کو اپنے عروج تک پہنچانا ہے۔ پس ہر وہ بات جو اس شان کے خلاف ہو وہ انسان کو نیکی سے پرے پھینک دے گی۔ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتایا ہے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

دوسری روایت بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے اس میں حضرت ابوہریرہؓ عرض کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔ جس نے رمضان کو ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ یعنی اپنے نفس کا مسلسل جائزہ لیتے ہوئے گزارا اور اس کا حق ادا کیا تو اس کا پھل یہ ملے گا کہ اس کے تمام گزشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے"۔

یہ ایک ایسا مضمون ہے جسے عموماً بھلا دیا جاتا ہے۔ اکثر جو بے چارے نیکی کے آغاز میں بعض نیکیاں اختیار کرتے ہیں وہ پرانی باتوں کے کچھ سہارے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کو خدا کی خاطر بھوکا رہنے کی عادت نہیں ہے یا اس پہ دو بھر ہے تو وہ دن بھر تو افطاری کی تیاری کرتا ہے اور رات پھر سحری کی تیاری کرتا ہے۔ اور انہی خیالات میں اس کے دن اور رات گزرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کیسے مرض کو پہچانا ہے اور کیسا عمدہ علاج تجویز فرمایا ہے۔ "آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر" باقی گیارہ مہینے بے شک خیالات رکھ لینا مگر ان ایام میں ان خیالات سے فارغ ہو جایا کرو۔ "اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے تاکہ تمہاری تمام توجہ اللہ ہی کی طرف ہو"۔ اور اس میں روزے کی یہ حکمت بھی بڑے پیارے انداز میں بیان فرما دی کہ روزہ تَبَتُّل کے لئے ہے اور تکلیف کی خاطر بھوک اور پیاس نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ تَبَتُّل کے ذریعہ یہ لازم ہے کہ اللہ کی طرف توجہ پھرنی ہے اور تَبَتُّل کے بغیر گزارا نہیں ہے۔ تمہیں سبق دینا ہے کہ کس طرح دنیا سے توجہ کاٹ کر خدا کی طرف مائل کی جاتی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا، پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے" ۔ یعنی اس نے رمضان کو اِیْمَانًا اور اِحْتِسَابًا نہیں گزارا۔ اب یہ جو بحث ہے کہ گناہ بخشے گئے تھے کہ نہیں گئے تھے، یہ بظاہر بڑی مشکل بحث دکھائی دیتی ہے۔ کوئی سمجھتا ہوگا بخشے گئے، کوئی سمجھتا ہوگا نہیں بخشے گئے۔ بعض لوگ بعد میں بے چارے روتے ہیں دعائیں کرتے ہیں او ہو رمضان گزر گیا اور پھر بھی ہم کچھ نہ کر سکے اور اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے۔ اس مضمون پر شعراء نے اپنی حسرتوں کا بیان کیا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ☆ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے رمضان ہی کے تعلق میں غالباً ایک نظم اس رنگ میں کہی تھی کہ وقت آیا، نیکیوں کا سماں آیا، بہار آئی اور گزر گئی۔ ہم نے کچھ چیزیں چھوڑیں کچھ نہ چھوڑیں لیکن ماحصل یہ ہے نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ وہ بزرگ جو احتساب کرتے ہیں یہ ان کا تصور ہے کہ آیا ہم نے ایمان کے ساتھ رمضان گزارا ہے کہ نہیں۔ تو اس تصور میں یعنی اس احتساب میں زیادہ عاجزی اختیار کر جاتے ہیں۔ پس جو کمی رہ بھی جاتی ہوگی اللہ اس عاجزی کی خاطر اسے دور فرما دیتا ہوگا۔ لیکن کچھ لوگ ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کچھ حاصل بھی کیا ہے کہ نہیں کیونکہ رمضان گزرتے ہی اس تیزی سے وہ واپس دوڑتے ہیں ان سب باتوں کی طرف جو پہلے کیا کرتے تھے کہ جیسے کوئی لمبا غوطہ مار کر دوسری طرف سر نکالتا ہے گھبرا کر سر جھاڑتا ہے اور سانس لینے کی کرتا ہے۔ تو یہ سانس بند کر کے رمضان میں جاتے ہیں اور اتنی تکلیف ہوتی ہے پرلے کنارے تک پہنچتے پہنچتے کہ بڑی تیزی سے پھر وہ لمبے لمبے سانس لیتے ہیں۔ جو چیزیں چھوڑی ہوئی تھیں، جو بدیاں ترک کر بیٹھے تھے ان کو پورے زور اور شدت کے ساتھ دوبارہ شروع کرتے ہیں کہ چلو تھوڑا سا تو سکون ملے۔ گزر گیا جو مہینہ گزرنا تھا۔ اب ان کا بخشش سے کیا تعلق ہوا۔ کیونکہ گناہوں کی بخشش کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی طرف سے توجہ پھیر دی جاتی ہے، گناہوں کی خواہش مٹا دی جاتی ہے اور اگر دائماً نہیں تو کچھ عرصے تک تو اس کے نشان ملیں۔ دنیا پھر انسان کو کھینچتی ہے۔ اور یہ مضمون بھی ہمیں احادیث میں ملتا ہے، قرآن میں ملتا ہے۔ بعض لوگ استغفار کرتے ہیں اور اللہ بخش بھی دیتا ہے اور اسی حالت میں انسان زندگی گزرار دیتا ہے۔ پھر اللہ کی مرضی ہے انہیں کس حالت میں وفات دے اگر وہ خدا سے دوری کی حالت مر جائیں تو نامراد رہے۔ اگر اس حالت میں خدا تعالیٰ ان کی جان لے جبکہ اس کی بخشش کے نتیجے میں وقتی طور پر گناہ کا میل بھی دھل چکا تھا، گناہ کی طرف میلان مٹ چکا تھا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہاں میں کامیاب ہو گیا۔ مگر یہ تجارب بھی بار بار ہونے والے تجارب ہیں۔

پس یہ دو ہی صورتیں ہیں بخشش کے یقین کی۔ ایک یہ کہ رمضان آئے اور گناہوں کے سارے خیالات کو دھو کر اس طرح پرے پھینک دے جیسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایک نوزائیدہ بچہ ہے۔ نوزائیدہ بچہ پاک آتا ہے لیکن بد بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا بعد میں بد ہونا یہ تو ثابت نہیں کرتا کہ وہ نوزائیدہ تھا ہی نہیں۔ مگر بد ہونے میں وقت لگتا ہے۔ کتنی دیر اس کو بلوغت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کتنی دیر ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اچانک تو نوزائیدہ بچہ بد نہیں ہوا کرتا۔ ایک لمبے عرصہ تک بدی کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور اکثر بدیوں سے اس لئے محروم ہوتا ہے کہ ان کا تصور بھی کوئی نہیں رہتا۔ پس اگر رمضان بدیوں کو اس طرح مٹا کر جاتا ہے کہ اس کی تمنائیں مدھم پڑ جاتی ہیں یا مٹ جاتی ہیں۔ وہ خواہشیں مرنے لگتی ہیں اور پھر بعد میں ان کو دوبارہ ارادتاً زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو بعد میں ممکن ہے ایسا شخص بھی دھوکہ کھا جائے اور گر جائے لیکن عموماً ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کچھ بخشش کے سامان اس کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔

پس اپنے لئے دعائیں کریں اور یہ دعائیں کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں ہم ان کو حاصل کرنے والے ہوں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں۔ ہمارا احتساب کامل ہو اور ہمارا ایمان زندہ ہو جائے اور اس کے تمام تر تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم اس خدا کو پالیں جس کی طرف رمضان ہمیں انگلی پکڑ کر لے جا رہا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ ثانیہ میں تشہد کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا)

وقف جدید کا مالی سال ۲۰۰۰ء

وقف جدید کا مالی سال ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ جنہوں نے ابھی تک کسی وجہ سے اپنے وعدہ کے موافق پوری ادائیگی نہیں کی وہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ادائیگی فرما دیں اور جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شمولیت سے محروم ہیں وہ اس میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اس سلسلہ میں سیکرٹریان وقف جدید خصوصی مساعی بروئے کار لائیں۔

تمام امراء کرام، مبلغین کرام اور صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وصولی کی رپورٹ ۲۵ر دسمبر ۲۰۰۰ء تک وکالت مال لندن کو پہنچانے کا انتظام فرما دیں۔ جزاء کم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوھدری)

پاکستانی قوم نے گندگی اور آلودگی پھیلانے میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا

(پاکستان): پاکستانی قوم نے گندگی اور آلودگی پھیلانے میں دنیا بھر کے دوسرے ممالک کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ماحول کے عالمی ادارے کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں روزانہ ۴۸ ہزار ٹن کوڑا کرکٹ اور کچرا اکھٹا ہو جاتا ہے۔ شہری علاقوں میں روزانہ ۲۹ ہزار ٹن جبکہ دیہی علاقوں میں ۱۴ ہزار ٹن فالتو مادہ جات روزانہ جمع ہو رہے ہیں۔ (روزنامہ صحافت لاہور۔ ۱۲/ستمبر ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

ڈیڑھ کروڑ سے زائد پاکستانی ہیپاٹائٹس میں مبتلا ہیں

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کے شعبہ امراض پیٹ و جگر کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر جاوید بٹ نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں ڈیڑھ کروڑ سے زائد عورتیں مرد، بچے اور بوڑھے ہیپاٹائٹس میں مبتلا ہو چکے ہیں مگر ان میں سے اکثریت کو اس مرض کا علم نہیں ہے۔ یہ مرض خراب پانی، ناقص صفائی اور استعمال شدہ سرنجوں کے استعمال سے پھیل رہا ہے۔ وفاقی حکومت ہیپاٹائٹس کے مرض میں روز افزوں اضافہ روکنے کے لئے خصوصی پلان تیار کر رہی ہے جس کے تحت ہیپاٹائٹس کے انسداد کے انجکشن لگانے کی مہم شروع کی جائے گی۔ (جنگ یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

ملک میں پانچ کروڑ افراد ذھنی مریض ھیں

(انڈیا): دنیا میں ۳۴ کروڑ افراد ذہنی امراض اور تناؤ کا شکار ہیں۔ بھارت اس فہرست میں پانچ کروڑ کی تعداد کے ساتھ اول نمبر پر ہے۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق عوام میں ان امراض سے بچاؤ کے لئے شعور کو اجاگر کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

پاکستانیوں کو آئندہ سال سے بزنس ویزہ جاری کر دیا جائے گا

(سعودی عرب): پاکستان میں سعودی عرب کے قائم مقام سفیر احمد محمد العجلان نے اعلان کیا ہے کہ پاکستانیوں کو آئندہ سال سے سعودی عرب کے لئے بزنس ویزہ جاری کر دیا جائے گا۔ چیمبر آف کامرس کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستانی تاجروں کو سعودی عرب سے سپانسر شپ منگوانے کی بجائے چیمبر آف کامرس کے سفارشی لیٹر پر ویزہ دے دیا جائے گا۔

(جنگ لندن ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

۵۰ برس سے زائد عمر کے افراد کو ملائشیا میں مکمل سکونت کی اجازت

(ملائشیا): ملائشیا کی حکومت نے دنیا بھر سے پچاس برس اور اس سے زائد عمر کے لوگوں کے لئے ملائشیا میں غیر معینہ مدت کے لئے سکونت اور کاروبار کرنے کی اجازت دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس پروگرام کو Silver Hair Programme for your Golden Years کا نام دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پچاس برس اور اس سے زائد عمر کے لوگ خواہ ان کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو ملائشیا میں اپنی فیملی کے ساتھ سکونت اختیار کرنے کے علاوہ کاروبار اور کام کر سکتے ہیں۔

(جنگ لندن ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۰ء)

☆......☆......☆

اخبار الفضل انٹر نیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

خلافت لائبریری ربوہ

خلافت لائبریری ربوہ جماعت کی لائبریری ہے۔ اس میں جماعت کی شائع شدہ کتب اور دیگر مذہبی کتب کے علاوہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لٹریچر اکٹھا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ لائبریری قیمتی اور نایاب لٹریچر کا خزانہ ہے جہاں جماعتی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت لائبریری میں تقریباً ایک لاکھ دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔

جدید علوم اور نت نئی تحقیقات جو ساری دنیا میں ہو رہی ہیں ان سے جماعت کو آگاہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے متعلق کتب، رسائل اور دیگر مواد کو لائبریری میں محفوظ کیا جائے۔ اس پہلو سے آپ کے ملک میں شائع ہونے والی کتب، رسائل، مائیکرو فلم، ویڈیو کیسٹ وغیرہ میں سے جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں کہ اس کا خلافت لائبریری میں ہونا ضروری ہے کیونکہ ان سے جماعت کے مؤقف کے ثبوت میں مدد مل سکتی ہے یا نئے اعتراضات کا جواب دیا جا سکتا ہے تو ضرور لائبریری کو مطلع فرمائیں اور ایسے مواد کے حصول کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ)

دُرُود شریف

خدا کے نُور سے معمُور ہے دُرُود شریف
کلامِ پاک میں مذکور ہے دُرُود شریف

نزُولِ رحمتِ ایزد کا نُسخہ آساں
خدا کے فضل کا منشور ہے دُرُود شریف

سکونِ قلب میسّر ہو جس کی برکت سے
ہو جس سے رُوح بھی مسرُور ہے دُرُود شریف

حروف جس کے ہیں انوار کے گُہر پارے
وہ شش جہات میں مشہور ہے دُرُود شریف

زمیں سے تا بفلک ہو گئی فضا روشن
جہاں میں نور علیٰ نُور ہے دُرُود شریف

ملے ہے اس سے قبولیتِ دُعا کا شرف
خدا کے قرب کا دستور ہے دُرُود شریف

کلیدِ فتح وظفر بلا کلام صَلِّ علیٰ
نویدِ صحتِ رنجور ہے دُرُود شریف

غلامِ در ہی مقامِ "کلیم" پاتے ہیں
یہاں بمنزلۂ طور ہے دُرُود شریف

مرے لئے ہو خدایا نجات کا موجب
ترے حضور میں منظور ہے دُرُود شریف

تمام عمر رہے شادؔ اپنا وردِ زباں
جہاں تلک تجھے مقدور ہے دُرُود شریف

(محمد ابراہیم شادؔ)

جماعت احمدیہ مایوتی آئی لینڈ کے دوسرے جلسہ سالانہ کا انعقاد

رپورٹ: منیر احمد عظیم - لوکل مبلغ مایوتی)

جماعت احمدیہ مایوتی کا دوسرا جلسہ سالانہ ۳۰/ستمبر اور یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی انعقاد پذیر ہوا۔ اس میں تین صد سے زائد احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کے موقع پر ریڈیو MAWA پر پینتالیس منٹ کا ایک پروگرام بھی نشر ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور جلسہ سالانہ کے متعلق تفصیل سے معلومات دی گئیں۔ جلسہ کے موقع پر بچوں کے لئے کھیلوں کا بھی پروگرام رکھا گیا۔ اس ریڈیو پروگرام اور جلسہ سالانہ کے نتیجہ میں کثرت سے لوگ احمدیت سے متعارف ہوئے اور مزید دلچسپی لے رہے ہیں۔

جزیرہ مایوتی کی جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلصین بڑے شوق سے جماعت کے تعلیمی و تربیتی پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ حال ہی میں ایک دوست سلیم سعیدی صاحب نے ایک پلاٹ مسجد کی تعمیر کے لئے جماعت کو پیش کیا ہے۔ اسی طرح اوآنی میں بھی ایک پلاٹ جس پر ۲۰ مربع میٹر کی ایک تعمیر شدہ عمارت بھی ہے جماعت کو عطا ہوئی ہے جسے اب مسجد کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اس علاقہ میں لوگوں کی جماعت میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور تربیتی کلاسز میں جہاں بنیادی اسلامی تعلیمات جن میں نماز اور قرآن کریم سکھانے کے پروگرام شامل ہیں کثرت سے بڑے اور چھوٹے مرد و زن ذوق شوق سے شامل ہوتے ہیں۔

جزیرہ مایوتی میں جماعت احمدیہ ماریشس کی نگرانی میں دعوت الی اللہ اور تعلیم و تربیت کے کام خوش اسلوبی سے سرانجام پا رہے ہیں۔ احباب سے اس جزیرہ میں تمام نواحمدیوں کی استقامت اور روحانی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری ایشین سٹور۔ گروس گیراؤ۔ بٹل بورن

اب نئی جگہ اور نئی شان کے ساتھ۔ رمضان شریف کی خوشی میں

سیل سیل سیل

۱۔ تازہ حلال گوشت 1/2 بکرا 8-00 DM فی کلو ۲۔ گائے کے پائے 3-50 DM فی پایہ
۳۔ ہر قسم کی سبزی 6-00 DM فی کلو ۴۔ تازہ لہسن اور ادرک 5-00 DM فی کلو
۵۔ تازہ کھجوریں 5-00 DM فی کلو ۶۔ Cristaline پانی نمبر ا 2-50 DM (۶ بوتل)
۷۔ تازہ مرغی کے لیگ پیس 22-00 DM دس کلو

نیز اس کے علاوہ ہر ایک سو ڈچ مارک کی خریداری پر تین پیکٹ سویاں مفت

ہمارا نیا پتہ: Chaudry Asian Store
Darmstadter Str-68 64572 Buttle Born / Gewerbegerbiet
Tel: 06152 - 58603

آئین پاکستان کی بعض خلاف قرآن و سنت ترامیم
ملک کے چند اہل بصیرت قانون دانوں کی نظر میں

(بشیر احمد زاھد)

(دوسری قسط)

(5)

مَیں یہاں یہ عرض کردوں کہ ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے دور میں مسلمان کی جو قانونی تعریف پاکستانی آئین میں شامل کی گئی تھی اس نے بنیاد پرست مسلمانوں کے بعض فرقوں میں جن فرقہ وارانہ فسادات کو جنم دیا ہے ان کی بابت مضمون نگار نے اپنے اس مضمون میں اشارۃً یہ لکھا ہے کہ:

" فرقہ وارانہ یا ذاتی دشمنی کی بنا پر توہین رسالت کے الزامات مسلمانوں کی جانب سے دوسرے مسلمانوں پر لگائے گئے ہیں۔ شیعہ اور سنیوں کے مابین (بلکہ ذکریوں ، آغاخانیوں ، پرویزیوں، دیوبندیوں، بریلویوں کے مابین بھی۔ناقل) معمول بن چکے ہیں۔ منظم لوگ منصوبہ بندی کے تحت مخالف فرقہ کو جسمانی ایذا، حملے یا گھروں، عوامی جگہوں اور عبادت گاہوں میں قتل کررہے ہیں ۔ مذہب کے نام پر بے انتہا غیر رواداری کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے جس کی کوئی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا"۔

پھر لکھتے ہیں:

" سوال یہ ہے کہ اسلام پر تو صدیوں سے عمل ہو رہا ہے لیکن ایسے قوانین پیش کرنے کی ضرورت کبھی سامنے نہیں آئی حالانکہ آزادی سے پہلے مسلمانوں کو ایک بڑی غیر مسلم آبادی کا سامنا تھا۔ اگر اس وقت یہ قوانین نہیں بنائے گئے تو اب پاکستان بننے کے بعد نسبتاً کم تعداد میں موجود اقلیتیں کس طرح مسلمانوں کی اسلامیت کو زک پہنچا سکتی ہیں؟۔ آج تک بالخصوص توہین رسالت کا قانون بننے تک غیر مسلمانوں کی جانب سے قرآن جلانے کا کوئی واقعہ کبھی نہیں سنا گیا"۔

پھر لکھتے ہیں:

" نسلی اور فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں۔ مذہبی جنونی، طاقت اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں ۔یہ انتشار، ریاستی غیر ذمہ داری، انسانی فلاح میں عدم دلچسپی، برے قوانین کے نفاذ اور بری حکمرانی کا نتیجہ ہیں کہ سپاہ صحابہ اور طالبان خود سے اسلام کے محافظ بن بیٹھے ہیں۔ مزید طرفہ یہ کہ یہ لوگ فوجی طور پر تربیت یافتہ ہیں اور ان کی تربیت یہیں پاکستان میں ہوئی ہے ۔ ان تمام حالات کا بدترین شکار مذہبی اقلیتیں اور خواتین ہیں۔ وہ ان قوانین کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں جو خود حکومت نے وضع کئے ہیں ۔ ایسے میں پچاس برس پہلے کی نصب العین کے حوالے سے کئی جائز سوال ابھر رہے ہیں۔ کیا ہم نے اپنا مقصد پورا کرلیا ہے؟"۔

(سہ ماہی مجلہ "پائیدار ترقی "اسلام آباد جون ۱۹۹۸ء صفحہ ۵۹، ۶۰)

میں عرض کروں گا کہ مقصد کیا خاک پورا کرنا ہے ؟ یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ بنیاد پرست مسلمان آپس میں "رسول اللہ" اور " یا رسول اللہ" کہنے پر جھگڑتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اخبارات میں اس قسم کے اشتہار پڑھنے پڑتے ہیں:

(۱)......"کل پاکستان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی کانفرنس"۔

"بادشاہی مسجد لاہور میں ۲۰،۲۱ر مئی ۱۹۸۴ء (میں) ملک بھر سے مشائخ عظام و علماء کرام شرکت فرمارہے ہیں۔ ہر شہر سے ۱۴۰۰ سر فروش اور جانباز سنی رضاکار شریک ہونگے اور "بیعت رضوان" کی سنت نبوی کو تازہ کریں گے"۔

(جنگ پاکستان ۱۱ر مئی ۱۹۸۴ء)

اور جواب آں غزل کے طور پر فریق مخالف کا اشتہار ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت داتا گنج بخش علیہ رحمۃ اللہ کی نگری لاہور میں کل پاکستان یارسول اللہ کانفرنس بادشاہی مسجد میں منعقد ہوگی۔ ملک کے گوشے گوشے سے جانثاران مصطفیٰ ﷺ و عاشقان رسالت ﷺ قافلوں کی صورت میں مشائخ عظام و علماء کرام کے زیر سایہ غزوہ بدر و معرکہ حنین کی یاد تازہ کریں گے"۔(نوائے وقت پاکستان ۱۵ر مئی ۱۹۸۴ء)

اور اب مسلمانوں کے دو اکثریتی فرقوں سنی اور شیعہ کے مجاہدین اسلام، سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کے اسلامی جہاد کا یہ عظیم کارنامہ بھی پڑھئے۔

جماعت اسلامی کا ماہنامہ "تکبیر" (کراچی) اپنی اشاعت ۱۷ر مئی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ کی تنظیمیں اس وقت پانچ سو نامی گرامی شیعہ اور سنی علماء کو قتل کر چکی ہیں۔۱۰۳۱ فائرنگ وارداتوں میں ۲۵۰۰ کے قریب آدمی زخمی ہوچکے ہیں۔

اور یہ سب قتل و غارت مسلمان کی اس آئینی تعریف کا نتیجہ ہے جو ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے منظور کی تھی۔ مگر مَیں یہ نہیں سمجھ سکا کہ "بیعت رضوان" اور "غزوہ بدر و معرکہ حنین" تو مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے مابین ہوئی تھیں ۔ چودہ سو سال بعد مسلمانوں میں یہ دونوں فریق کہاں سے پیدا ہوگئے ؟ اور پھر کیا عہد نبوی میں صحابہ کرامؓ میں کوئی لشکر سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ بھی تھا۔ اور ان کی آپس میں کوئی لڑائی بھی ہوئی تھی؟

☆......☆......☆

(6)

اب ایک اور مسئلہ کی بابت جناب گل محمد خان صاحب ، سابق چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت کے ایک مضمون کا اقتباس پیش ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"پشاور ہائی کورٹ کے سامنے تعزیرات پاکستان کے ان دفعات کو چیلنج کیا گیا جن کا تعلق اتلاف جان ضربات سے ہے۔ اس پر شریعت بنچ نے فیصلہ دیا کہ وہ سب اور چند دیگر دفعات قرآن و سنت کے منافی ہیں اور انہیں کالعدم اور غیر مؤثر قرار دیا۔ حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کردی جس کی وجہ سے ہائی کورٹ کا فیصلہ دس سال معطل رہا۔ دوسرا کیس ہائی کورٹ کی شریعت بنچ کے سامنے کئی مہینوں تک سنا گیا مگر اختتام پذیر نہ ہو سکا۔ اس کیس میں موجود سیاسی نظام اور سیاسی پارٹیوں کو ہدف بنایا گیا تھا۔ یہ رفتار بہر حال امید افزانہ تھی۔ دیگر شرائط ملازمت بھی مضحکہ خیز ہیں۔ مثلاً آرٹیکل ۲۰۳ سی شق نمبر ۴بی کے تحت صدر مملکت موجود اور متفقہ شرائط ملازمت کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کرسکتا ہے۔ کسی جج کو عدالت سے علیحدہ کر کے کوئی اور ذمہ داری تفویض کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں کسی جج کا غیر جانبداری اور بلاخوف و خطر کام کرنا ایک اچنبھا ہوگا۔

(جنگ پاکستان ۱۱ر نومبر ۱۹۹۰ء)

☆......☆......☆

(7)

ایک اور ترمیم جو محض احمدیوں کی آواز کو دبانے اور ان کی تبلیغ بند کرنے کے لئے منظور کی گئی تھی مگر انجامکار اکثریتی مسلمان فرقوں نے اقلیتی مسلمان فرقوں کی آواز دبانے کے لئے استعمال کی اور ان حالات میں استعمال کی جبکہ مولانا محمد طفیل سابق امیر جماعت اسلامی (الثانی) پاکستان میں بہائیوں کو تو تبلیغ کی اجازت دیتے ہیں جو دین حق اسلام کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں عجیب بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں ایک معزز عیسائی رکن طارق سی قیصر نے اپنا کلمہ پڑھا تو مسلمان علماء نے ہنگامہ برپا کردیا۔ روزنامہ خبریں لکھتا ہے:

"قومی اسمبلی میں بدھ کے روز اس وقت ہنگامہ آرائی پیدا ہوئی جب اقلیتی رکن طارق سی قیصر نے وفاقی بجٹ پر اپنی تقریر کا آغاز انجیل کی دعا سے کیا۔ انہوں نے کہا شروع کرتا ہوں اللہ اور اس کے بیٹے کے نام سے ۔(یہ مسیحیوں کا مخصوص کلمہ ہے) ان کا یہ کہنا تھا کہ .... دینی جماعتوں کے ممبران کھڑے ہوگئے اور اس پر احتجاج کیا اور بطور احتجاج ایوان سے علامتی واک آؤٹ بھی کیا۔ تاہم حکومتی اور اپوزیشن ممبران کے منانے پر یہ ممبران ایوان میں واپس آگئے ۔ مگر احتجاج جاری رکھا۔ مولانا عبدالرحیم چترالی نے طارق سی قیصر کے یہ الفاظ واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ وہ اپنی نشست سے اٹھ کر سپیکر کے ڈائس کی طرف بڑھے اور وہاں سے طارق سی قیصر کو غضب ناک انداز میں کہا کہ یہ اسلامی توہین ہے اور اسے اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ان کے ساتھ ہی اپوزیشن کے متعدد ممبران بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ایوان میں اتنا شور پیدا ہو گیا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ ہر طرف سے طارق سی قیصر کو برا بھلا کہا جا رہا تھا ...... مولانا اعظم طارق نے کہا کہ ہم ایوان کو نہیں چلنے دیں گے اس لئے کہ طارق سی قیصر نے اسلام کی توہین کی ہے ۔ حافظ محمد تقی نے کہا کہ اس سے ہمارے مذہبی جذبات مشروع (مجروح) ہوئے ہیں......(روزنامہ خبریں ۲۳ر جون ۱۹۹۹ء)

بڑی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو قیام پاکستان کے دشمن علماء کا یہ وطیرہ ہے کہ قرآنی ارشاد "لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" (بقرہ) کے خلاف عیسائیوں کو ان کا کلمہ نہیں پڑھنے دیتے اور دوسری طرف نواز شریف مسلم لیگ کے وزیر اطلاعات و نشریات جناب مشاہد حسین کا یہ حال ہے کہ بھارت نے پچھلے دنوں پاکستانی خبریں سننے پر پابندی لگائی تو انہوں نے اپنے طویل احتجاجی بیان میں کہا کہ:

"ہم بھارت کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اصل میں انہوں نے یہ اقدام کرکے اپنی اخلاقی شکست تسلیم کرلی ہے۔ اب بھارت میں سچ سننے اور حقائق جاننے کا حوصلہ نہیں ہے...... بھارت کی یہ کارروائی...... جمہوریت اور آزادی رائے کے خلاف اقدام ہے"۔

"میں ہندوستان کی ادبی برادری، ایڈیٹروں، صحافیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آزادی رائے کے خلاف بھارت کے اس اقدام کی مذمت کریں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی جمہوری ملک یہ اقدام برداشت نہیں کر سکتا (اور) مغرب کی انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں پر زور دیا کہ وہ بھارت کے اس مذموم اقدام کا نوٹس لیں اور شدید احتجاج کریں۔ بین الاقوامی میڈیا اس کے خلاف آواز اٹھائے کیونکہ بھارت نے یہ اقدام اقوام متحدہ کے چارٹر کے منافی اقدام کیا ہے"۔(روزنامہ دن ۳ر جون ۱۹۹۹ء)

☆......☆......☆

(۱)

جناب دراب پٹیل صاحب کے ایک بیان کی بابت روزنامہ جنگ لکھتا ہے:

"توہین رسالت کے قانون 295/C کے بارہ میں دراب پٹیل نے کہا کہ "برطانیہ نے توہین رسالت کے لئے انتہائی بہتر تشریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص دیدہ دانستہ بدنیتی کی بنیاد پر کسی دوسرے کے مذہبی جذبات مجروح کرے تو یہ اقدام توہین رسالت کے زمرہ میں آئے گا۔ انہوں نے کہا پاکستان میں توہین رسالت کے قانون میں "نیت" کو شامل کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر توہین رسالت کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

تحت سزا دینا غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص عربی نہیں جانتا مگر وہ جانے بوجھے بغیر قرآن پاک کی کسی بات سے اختلاف کرے تو اسے 295/C یا 295/B کے تحت سزا نہیں دینی چاہئے کیونکہ اس کے اختلاف میں اس کی توہین کرنے کی نیت نہیں۔ انہوں نے کہا جنوری میں قومی اسمبلی کے اندر ایک کرسچین رکن نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں ایسا جملہ کہا جو ان کے مذہب کے تحت تو جائز تھا مگر قرآن پاک کے حوالے سے اس کی خلاف ورزی بنتا ہے۔ کوئی بھی عقیدہ اگر قرآن پاک سے مطابقت نہیں رکھتا تو یہ 295/C کے تحت آئے گا۔ مگر کرسچین رکن اسمبلی نے "نیت" کے تحت قرآن پاک کی خلاف ورزی نہیں کی۔ بلکہ وہ اپنے مذہب کے لحاظ سے ٹھیک تھا۔ اس لئے ضروری ہے کہ 295/C اور B میں "نیت" کو شامل کرنا چاہئے۔ توہین عدالت کے قانون کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ اس قانون کو تبدیل کرنا چاہئے۔ (روزنامہ جنگ پاکستان ۱۲/مئی ۱۹۹۴ء)

☆......☆......☆

(۲)

پاکستان کے چھ ججوں نے کہا:

"پاکستان میں سب کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ احمدیہ فرقہ یا کسی اور فرقہ کے افراد پر طریقہ عبادت اور کلمہ پڑھنے پر موجودہ پابندیاں ان حقوق کی شدید خلاف ورزی ہیں جن کی ضمانت ملک اور مملکت کے تمام شہریوں کو دی گئی ہیں۔ نیز یہ بنیادی انسانی حقوق کے تصور کی بھی نفی ہے"۔

قائد اعظم کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

"تم آزاد ہو۔ تم اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادتگاہوں میں جانے کے لئے پاکستان کی مملکت میں بالکل آزاد ہو۔ آپ کسی مذہب، فرقہ، عقیدہ سے تعلق رکھیں اس کا کاروبار سلطنت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنے نظام کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ملک کے شہری ہیں اور مساوی الحیثیت۔ ہمیں اس مسلک کو اپنے نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائے گا نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ مذہبی اعتبار سے نہیں کیونکہ یہ تو ذاتی عقائد کا معاملہ ہے بلکہ سیاسی لحاظ سے ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہو جائیں گے"۔

یہ بیان سپریم کورٹ پاکستان کے سابق جج جناب فخر الدین جی ابراہیم، مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے سابق جج جناب مسٹر علی حیدر، جناب مسٹر فضل غنی، سندھ ہائی کورٹ کے جناب عبدالحفیظ میمن، جناب اے کیو صحالے پوتہ اور جناب مسٹر ایم جی شاہ کا ہے۔

("فرق ۸-۱۶/اکتوبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۵)

بقیہ: روزوں کے متعلق چند بنیادی مسائل
از صفحہ نمبر ۵

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ سے تعلق ہوگا۔ اور اس کے یہ معنے ہونگے کہ اگرچہ مریض اور مسافر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں لیکن ان میں سے وہ لوگ جن کو آسودگی حاصل ہو اور وہ ایک شخص کو کھانا کھلا سکتے ہوں انہیں چاہئے کہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دے دیا کریں۔ اگر طاقت نہ ہو تو پھر تو فدیۂ رمضان دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر طاقت ہو تو خواہ وہ بیمار ہوں یا مسافر انہیں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیۂ رمضان دینا چاہئے۔ اگر روک عارضی ہو اور وہ بعد میں دور ہو جائے تو روزہ تو بہرحال رکھنا ہوگا۔ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔ پھر جب عذر دور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہرحال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہونگے۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں، کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور آپ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید فرمایا کرتے تھے۔

اس آیت میں جو اَلَّذِيْنَ کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ دو کا بدل یا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ اوّل ان مومنوں کا جن کا ذکر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں کیا گیا ہے۔ دوم ان لوگوں کا جن کا ذکر فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ میں ہے۔

اگر اسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا بدل سمجھا جائے تو اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ وہ لوگ جو ضعف کی وجہ سے روزے سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور اپنے نفس پر بڑی مشقت برداشت کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔

اگر دوسرا بدل لیں تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ وہ مریض اور مسافر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں اور پھر دوسرے دنوں میں روزے بھی رکھیں کیونکہ بعض امراض ایسی ہوتی ہیں یا بعض سفر ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ آیا اس میں روزہ ترک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث میں آیا ہے کہ مشکوک اشیاء بھی محارم ہی کے نیچے ہوتی ہیں کیونکہ جو مشکوک تک پہنچتا ہے وہ آہستہ آہستہ محارم تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ پس اگر یہ دونوں باتیں مشکوک ہوں تو ایسے مسافر اور مریض کو چاہئے کہ فدیہ دے دے اور رخصت سے فائدہ اٹھائے اور بعد میں روزے بھی رکھ لے۔ اس میں ایسی بیماری والا جس کی بیماری مشتبہ ہو یا ایسا سفر والا جس کا سفر مشتبہ ہو، مراد ہیں۔ ان میں سے جو طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ دینا لازم ہے کیونکہ ممکن ہے انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی ہو۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی مذہب تھا کہ ایسے لوگ دوسرے ایام میں روزہ رکھیں اور رمضان کے دنوں میں فدیہ دیں۔

پھر فرمایا ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ جو شخص پوری بشاشت اور شوق کے ساتھ نیکی کا کوئی کام کرتا ہے تو خواہ وہ ابتدا میں تکلف کے ساتھ ہی ایسا کرے اور اسے اپنے نفس پر ایک رنگ میں بوجھ ہی محسوس ہو تب بھی اس کا نتیجہ اس کے لئے اچھا ہی نکلے گا۔ یعنی وہ نیکی اس کے لئے بہترین نتائج پیدا کرنے والی ثابت ہوگی۔

عربی زبان میں تَطَوَّعَ کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب اپنے نفس پر بوجھ ڈال کر کسی حکم کی اطاعت کی جائے۔ اور تکلف سے بشاشت کا اظہار کیا جائے۔ پس فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جو شخص پورے شرح صدر کے ساتھ کسی نیکی میں حصہ نہ لے سکے اسے چاہئے کہ کم از کم اپنے نفس پر بوجھ ڈالتے ہوئے ہی اس میں حصہ لے اور اپنے چہرہ پر تکلف سے بشاشت پیدا کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسکے لئے خیر اور برکت کے راستے کھول دے گا یعنی نیکیوں میں ترقی کرتے کرتے اسے ایسا مقام میسر آجائے گا کہ نیکی اس کی غذا بن جائے گی اور نیک تحریکات پر عمل اس کے لئے ایسا ہی آسان ہو جائے گا جیسے اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے آسان ہوتا ہے۔

لیکن اس کے علاوہ تَطَوَّعَ کے معنے محاورہ میں غیر واجب کام کے نفلی طور پر کرنے کے بھی ہوتے ہیں اور امام راغب نے اپنی مشہور کتاب مفردات میں اس کی تصریح کی ہے۔ اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ جو شخص نفلی طور پر کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہت بہتر ہوگا۔ یعنی رمضان میں روزے رکھنے یا ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم تو ہم نے دے دیا ہے لیکن اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے اس میں کوئی زیادتی کرنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ مثلاً وہ اختیار رکھتا ہے کہ ایک کی بجائے دو مساکین کو کھانا بطور فدیہ دے دے۔ یا وہ اختیار رکھتا ہے کہ روزہ بھی رکھے اور حصول ثواب کے لئے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلاتا رہے۔ یا رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی طور پر دوسرے ایام میں بھی روزے رکھے۔ یہ سب حصول ثواب کے ذرائع ہیں جن میں ہر مومن اپنی اپنی طاقت کے مطابق حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔

پھر فرمایا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ اس کے بعض لوگ یہ معنی کرتے ہیں کہ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ اگر یہ معنے ہوتے تو اِنْ تَصُوْمُوْا کہنا چاہئے تھا نہ کہ اَنْ تَصُوْمُوْا۔ اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے یعنی ہم نے جس حکم کے لئے یہ تمہید اٹھائی تھی وہ کوئی معمولی حکم نہیں بلکہ ایک غیر معمولی خیر اور برکت رکھنے والا حکم ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تم اسے پوری توجہ سے سنو اور اس پر عمل کرو"۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ
سورة البقرہ زیر آیت ۱۸۵)

ملت

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"کسی خاص قسم کی تعلیم جو کسی نبی کے ذریعہ سے دنیا میں شائع ہو اس کو ملت کہتے ہیں۔ ملت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی نہیں ہوتی۔ مثلاً ملت اللہ کبھی نہیں بولا جاتا جیسے ملت ابراہیم بولا گیا ہے"۔

ٹریول کی دنیا میں ایک نام
KMAS TRAVEL
پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ
جرمنی بھر سے تمام دنیا میں بالخصوص پاکستان سفر کرنے والوں کے لئے خوشخبری
پی آئی اے، گلف، امارات اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے اپنے سفر کے پروگرام کو قبل از وقت ترتیب دیں اور بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود
KMAS TRAVEL
Dieselstr.20 , 64293 Darmstadt . Germany
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-7302624

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

تائیدالٰہی کے ایمان افروز واقعات

سیرالیون نے برطانیہ سے ۱۹۶۲ء میں آزادی حاصل کی۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ نے غانا جاتے ہوئے یہاں مختصر قیام فرمایا اور دعوت الی اللہ کی۔ حضرت مولانا الحاج نذیر احمد علی صاحب پہلے باقاعدہ مبلغ تھے جو ۱۹۳۷ء میں سیرالیون کے ضلع کامبیا کے ایک قصبہ روکوپور میں پہنچے تو ایک شخص مسٹر کمارا نے انہیں دیکھتے ہی سینے سے لگالیا کیونکہ انہوں نے چار سال قبل آپ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آج یہاں متعدد سکول، کلینک اور احمدیہ جماعتیں موجود ہیں۔ ہفت روزہ ”بدر“ قادیان ۱۱ر نومبر ۹۹ء میں سیرالیون میں احمدیت کی تبلیغ اور تائید الٰہی کے واقعات پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ اکثر واقعات وہ ہیں جو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی مختلف تقاریر میں بیان فرمائے ہیں۔

مکرم ارشاد احمد ملہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ فری ٹاؤن میں ایک گروہ کے امام پا عبداللہ ٹورے نے اپنے احباب کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر چالیس روز تک سورۃ یٰسین اور سورۃ الواقعہ اکیالیس اکیالیس مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی چاہی۔ اس کے بعد امام نے خواب میں دیکھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے بعد احمدی امام نے اُنہیں گلے سے لگالیا ہے۔ چنانچہ امام نے یہ خواب بیان کرتے ہوئے اپنے سارے گروہ کے ساتھ بیعت کرلی اور اُن کی بنی بنائی مسجد بھی جماعت احمدیہ کو مل گئی۔

مکرم ارشاد ملہی صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ مکالی چیفڈم کے گاؤں مالینکے میں ایک رات تمام اہل گاؤں کو اکٹھا کرکے پیغام احمدیت پہنچایا۔ پھر سوال و جواب کی محفل ہوئی۔ صبح تک لوگوں کے رویہ سے یہ بات عیاں تھی کہ وہ احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن چونکہ وہاں امام کی مرضی کے خلاف دینی امور کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا اس لئے جب امام نے احمدیت قبول نہ کرنے کا فیصلہ سنایا تو پوری مجلس میں خاموشی چھاگئی۔ کچھ دیر بعد تمام اہل گاؤں نے کہا کہ یہ تو امام کا فیصلہ ہے لیکن ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ احمدیت سچی ہے اور ہم سب احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد امام نے بھی احمدیت قبول کرلی۔

مکرم نسیم تبسم صاحب بیان کرتے ہیں کہ دسمبر ۹۴ء میں بینڈے بو سے چھ میل دور گاؤں لوہنڈی میں ایک نوجوان مسٹر عیسیٰ جالو نے احمدیت قبول کرلی۔ وہ عربی اور انگریزی دونوں زبانیں جانتے ہیں۔ اُن کا والد پاالحاجی جو علاقہ کے ممتاز افراد میں سے ہے، اُس نے پہلے نرمی سے اور پھر سختی سے اپنے بیٹے کو سمجھایا اور کہا کہ پیراماؤنٹ چیف کی مدد سے ہماری کوشش ہے کہ یہ جماعت جلد اس علاقہ کو خالی کردے۔ تاہم کئی لوگوں نے جو پاالحاجی کے خوف سے پہلے احمدیت کو چھپاتے تھے عیسیٰ صاحب کے احمدی ہونے کے بعد اعلانیہ احمدی کہلانے لگے۔ اس پر پاالحاجی نے اپنے بیٹے کو جائیداد سے عاق کرکے اُس کو بیوی بچوں سمیت گھر سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد ہی باغیوں کو پناہ دینے کے الزام میں پاالحاجی کو پہلے موردالزام ٹھہرایا گیا۔ وہ جنگل میں بھاگ گیا تو اُسے اشتہاری ملزم قرار دے کر چار دن بعد گرفتار کیا گیا اور وہ جو علاقہ کا معزز فرد سمجھا جاتا تھا، وہ قید خانہ میں پھینکا گیا۔

مکرم فضل احمد شاہد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یونی بانا چیفڈم کے گاؤں سمبویا میں دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں لوگ احمدیت قبول کرنے پر تیار تھے لیکن ایک معاند جسے اپنی عربی دانی پر بہت ناز تھا اُس نے لوگوں کو روک رکھا تھا۔ جب ہم اگلے روز دوسرے گاؤں جانے لگے تو وہ معاند کہنے لگا کہ اُس نے اُس گاؤں میں بھی پیغام بھیج دیا ہے اور وہاں بھی کوئی احمدیت قبول نہیں کرے گا۔ مَیں نے اُسے کہا کہ اگر تمہارے دو گاؤں احمدیت میں شامل نہیں ہوں گے تو یہ احمدیت کا نہیں بلکہ تمہارا اپنا نقصان ہے اور احمدیت کو خداتعالیٰ اس کے بدلہ میں بے شمار دیہات عطا کرے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے ہی دن تین قریبی دیہات نے احمدیت قبول کرلی اور آٹھ ماہ میں چوبیس دیہات احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

مکرم فضل شاہد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ممالکی گاؤں میں ایک رات اچانک لوگوں کے رونے کی آواز آئی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک بیمار بچی کی حالت خطرناک ہے۔ وہاں کوئی ڈسپنسری بھی نہیں تھی۔ میرے پاس چند دوائیں تھیں۔ مَیں نے اپنی سمجھ کے مطابق پانی ملاکر ایک دوا دیدی۔ کچھ ہی دیر میں بچی سو گئی اور مَیں نے موجود لوگوں کو ساتھ ملاکر بچی کی شفا کے لئے دعا کی۔ اگلے روز وہ بچی مکمل صحتیاب ہوچکی تھی۔

مکرم عبدالکریم صاحب بنگورا لوکل معلم کو باغیوں نے پکڑلیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ فری ٹاؤن سے چالیس میل دور لے گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ سب قیدیوں کو قطار میں کھڑا کیا اور پہلے چالیس قیدیوں کو علیحدہ کرکے گولی ماردی۔ مرا نمبر ۴۱واں تھا۔ پھر باغیوں کے لیڈر نے قیدیوں سے پوچھا کہ کون جمعہ پڑھائے گا۔ مَیں نے جواب دیا کہ مَیں احمدیہ جماعت کا معلم ہوں اور جمعہ پڑھاؤں گا۔ اگلے روز جمعہ کے دن مَیں نے امن اور بھائی چارے پر خطبہ دیا جس پر باغیوں کے سردار نے خوش ہوکر مجھے بیس ہزار لیون دیئے۔ دو دن بعد موقع پاکر مَیں بھاگ نکلا اور نو دن پیدل سفر کرکے واپس فری ٹاؤن پہنچ گیا۔

جالا یونیورسٹی کے احمدی طالبعلم محمود کوکا صاحب کو بھی باغیوں نے پکڑلیا اور ایک قطار میں کھڑا کرکے لوگوں کے ہاتھ کاٹنے شروع کئے۔ جب ہاتھ کاٹنے والا ان تک پہنچا تو اُس کے ساتھی نے اُسے آواز دے کر کہا کہ تمہیں کس نے ہاتھ کاٹنے کو کہا ہے۔ کمانڈر کہہ رہا ہے، ہاتھ مت کاٹو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔

مشاکا میں لوکل معلم مکرم الفاکروما صاحب تھے۔ جب باغیوں نے پورا قصبہ جلا دیا تو یہ بڑی مشکل سے باغیوں سے جان بچاکر بھاگے لیکن سرکاری فوج نے پکڑلیا کہ تم باغی ہو۔ انہوں نے کہا کہ مَیں احمدیہ جماعت کا معلم ہوں۔ انہوں نے ثبوت مانگا۔ اتفاقاً ان کے تھیلے میں ایک رسید بُک نکل آئی اور اس طرح انہوں نے ان کو چھوڑدیا۔

فری ٹاؤن کی جماعت Kissy up Hill کے صدر پاابو بھی باغیوں کے نرغے میں آگئے۔ باغیوں نے ان کے ہاتھ کاٹنے کے لئے دس وار کئے لیکن کامیاب نہ ہوئے تو ان کو چھوڑدیا۔ البتہ ان کے ہاتھ شدید زخمی ہوگئے جو علاج کے بعد اللہ کے فضل سے ٹھیک ہوگئے۔

لوکل معلمین حسن بلا صاحب اور ابوبکر لنگی صاحب گاؤں گاؤں تبلیغ کرتے ہوئے ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں کی مسجد میں قیام کیا۔ کچھ دیر بعد تین چار فوجی وہاں پہنچے اور ہمیں حراست میں لے کر اپنے مرکز میں لے گئے۔ ان فوجیوں کا تعلق گنی سے تھا اور وہ فرنچ اور عربی کے علاوہ کچھ نہ جانتے تھے۔ فوجی ہیڈکوارٹر میں پہنچ کر انہوں نے کمانڈر کو سلام کیا تو اُس نے جواب دیا اور ان کے چہروں کی طرف دیکھ کر فوجیوں سے پوچھا کہ کیا یہ چہرے باغیوں کے ہیں؟۔ اس پر حقیقت کھلی کہ گاؤں والوں نے فوجیوں کو ہمارے بارہ میں رپورٹ کی تھی۔ پھر کمانڈر نے کہا ”آج رات تم ہمارے مہمان ہو، تم نمازوں میں ہماری امامت کرو“۔ پھر ہمیں لذیذ کھانا کھلایا گیا۔ ہم نے دیر تک اُن کو تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں کمانڈر سمیت بتیس فوجیوں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

❀ ❀ ❀

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

ماہنامہ ”تشحیذالاذہان“ نومبر ۹۹ء میں ایک پرانی اشاعت سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی سیرۃ پر مکرم افتخار احمد چیمہ صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت سیدہؓ ۲ر مارچ ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئیں۔ بچپن میں جب رات کو ڈر لگتا تو حضور علیہ السلام کے پاس آجایا کرتی تھیں۔ جب تقریباً پانچ سال کی ہوئیں تو حضور علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ جب ڈر لگے تو اپنی چارپائی سے ہی آواز دے دیا کرو، مَیں جواب دوں گا۔ تاہم آپؓ کی چارپائی ہمیشہ حضور کی چارپائی کے قریب ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؓ سے بہت محبت تھی اور آپؓ کی تربیت کا بھی خیال رہتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور نے کچھ عورتوں کو نصیحت فرمائی تو آپؓ کو بھی بلاکر سامعین میں شامل کرلیا۔ ایک مرتبہ آپؓ نے حضور کو چارپائی پر نماز پڑھتے دیکھا تو خود بھی چارپائی پر نماز پڑھنی شروع کردی۔ اتفاق سے حضور کا گزر بھی ادھر سے ہوا۔ حضور مسکرائے اور فرمایا: ”بچہ ہے، اس نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ ایسا تو بیماری کی حالت میں مَیں نے کیا تھا“۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ اس طرح میرے کانوں سے بات گزار دی اور مجھے سمجھ آگئی۔

ایک مجلس میں آپؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی بیگم ہمارے ہاں رہا کرتی تھیں۔ مَیں بچہ تھی اور انہیں مولویانی کہا کرتی تھی۔ وہ مجھے تہجد کے لئے بیدار کرتی تھیں۔ ایک دفعہ فرمایا کہ چار سال کی عمر ہی سے تہجد پڑھتی چلی آرہی ہوں۔

آپؓ بچپن ہی سے عابدہ زاہدہ تھیں۔ ساری عمر پنجگانہ نمازوں اور تہجد کا التزام کرتی رہیں۔

آپؓ عشاء کے بعد بلاناغہ تلاوت قرآن پاک فرماتیں اور جہاں ذرا معانی میں تردد ہوتا تو لغت کی طرف رجوع کرتیں۔ ہمہ تن درود و سلام اور دعا میں مصروف رہتیں۔ کمرہ بند کرکے گھنٹوں دعاؤں میں لگی رہتیں۔ ایک طالبہ کی طرف سے دعا کی یاددہانی پر فرمایا:

”تم کبھی کبھار دعا کی یاددہانی کے لئے آتی ہو۔ مَیں تو جماعت کے خصوصاً وہ خادم جو فوت ہوچکے ہیں، اُن کی اولادوں کے لئے نام لے لے کر مجموعی طور پر دعا کرتی ہوں۔ اب بھی انشاء اللہ کروں گی، فکر نہ کرنا۔“

ایک بار ایک بچی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”دیکھو اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا تو سمجھ لو کہ یہ بات بُری ہے کیونکہ بُری بات چھپائی جاتی ہے۔ ایسی لڑکی سے دوستی نہ رکھنا۔ بچپن میں ایک لڑکی میرے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اُس نے میرے کان میں ایک بات کہی اور پھر کہا یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قریب ہی تھے۔ انہوں نے یہ بات سن لی اور مجھے بلاکر فرمایا اس لڑکی کے ساتھ نہ کھیلنا۔ اس پر وہ لڑکی سخت گھبرائی اور رونے لگ گئی اور اُس نے اسی وقت معافی مانگ لی۔“

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ایک لمبی بیماری صبر سے برداشت کرتے ہوئے ۲۲ و ۲۳ مئی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب وفات پائی۔

❀ ❀ ❀

محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ر نومبر ۹۹ء میں مکرم یوسف سہیل شوق صاحب کے قلم سے محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔ محترم راجہ صاحب ہجکہ (بھیرہ) میں محترم راجہ غلام حیدر صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ مولوی فاضل کے علاوہ ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی تک تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ فرقان فورس میں بھی رہے۔ کراچی میں قیام کے دوران رسالہ "المصلح" کے نائب مدیر بھی رہے۔ آپ ایک نڈر داعی الی اللہ تھے۔ آپ نے کئی مناظرے کئے۔ بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ قبول حق کی سعادت عطا ہوئی۔ اس ضمن میں آپ پر مقدمات بھی بنے اور اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو نمایاں مالی قربانی کی توفیق بھی ملی۔ ۳۱ر اکتوبر ۹۹ء کو ختم ہونے والے تحریک جدید کے سال میں آپ کا وعدہ اور ادائیگی ربوہ بھر میں سب سے زیادہ تھی۔ حصہ آمد کے چندہ میں بھی آپ ربوہ میں سر فہرست ہیں۔

محترم ڈاکٹر راجہ صاحب نے ہومیوپیتھی کی معمولی پریکٹس سے آغاز کیا اور پھر کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن کے بانی بنے۔ آپ کے کاروبار کی شاخیں ملک بھر میں اور بیرونی ممالک میں بھی ہیں۔ آپ بوقت وفات آل پاکستان احمدیہ ہومیوپیتھ ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا اور جماعتی رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہتا تھا۔ آپ نے ایک طویل نعت مرکب بھی لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ حضور انور نے ایم۔ٹی۔اے پر آپ کے کلام کا تعریفی رنگ میں ذکر بھی فرمایا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو متعدد میدانوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ بوقت وفات آپ اپنے محلّہ کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد تھے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی مختلف حیثیتوں سے خدمات بجا لاتے رہے۔ تیس سال تک اپنے محلّہ میں درس قرآن کریم بھی دیتے رہے۔

❁ ❁ ❁

آگرہ (یوپی) کے ایمان افروز واقعات

ہفت روزہ "بدر" ۱۱ تا ۱۸ر نومبر ۹۹ء میں مکرم مولوی نذر الاسلام صاحب نے آگرہ (صوبہ یوپی) کے چند ایمان افروز اور بعض عبرت انگیز واقعات بیان کئے ہیں جن سے نومبایعین کی استقامت اور شجاعت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور دشمنِ احمدیت کی ناکامی و نامرادی کا بھی۔

اوکھرا ضلع فیروز آباد میں جب جماعت احمدیہ قائم ہوئی تو مکرم مولوی مظفر خان صاحب بطور معلم وہاں تعینات ہوئے اور تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ایک روز فیروز آباد سے چالیس تبلیغی جماعت والے آئے اور گاؤں والوں کو اکسانے کی کوشش کی کہ وہ احمدی معلم کو گاؤں سے نکال دیں لیکن گاؤں والوں نے انہیں جواب دیا کہ آئندہ آپ اس گاؤں میں قدم رکھنے کی جرأت نہ کرنا، ہم نے خود مولوی صاحب کو بلایا ہے اور ہم ان کی حفاظت کریں گے۔

اسی طرح بندرولی ضلع آگرہ میں جب نئی جماعت قائم ہوئی اور وہاں مکرم شہادت حسین صاحب بطور معلم متعین ہوئے تو کچھ عرصہ بعد تبلیغی جماعت والے وہاں بھی پہنچے اور احمدی معلم کو فوراً گاؤں چھوڑنے کا کہا۔ اس پر گاؤں والوں نے احمدی معلم کی حمایت کرتے ہوئے تبلیغی جماعت والوں کو احمدیت میں شامل ہو کر اندھیرے سے روشنی میں آنے کی تلقین کی۔

سوہار ضلع ایٹہ میں جماعت کے قیام کے بعد ایک نواحمدی مکرم لال حسن صاحب کے گھر آگ لگ گئی جس سے اُن کی بھینس اور دو نواسے جاں بحق ہوگئے۔ مخالفین نے انہیں ورغلانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے جواب دیا کہ یہ ابتلا تو ہر مومن پر آتا ہے، ہم احمدیت سے انحراف نہیں کریں گے خواہ ہمارے سارے مکان جل کر راکھ ہو جائیں۔

فیروز آباد شہر کے ایک معاند احمدیت ڈاکٹر اقبال نے اپنے گھر کے پاس ایک بڑا جلسہ منعقد کیا اور احمدیوں کو قتل کرنے کے لئے کئی لوگوں کو پیسے اور جنت کی بشارتیں دیں۔ ایک روز اُس کا اکلوتا بیٹا چھت سے کوئی پتھر گرنے سے ہلاک ہو گیا اور اسی غم سے ڈاکٹر اقبال کا ذہنی توازن بگڑ گیا۔

اسی طرح فیروز آباد شہر کا ایک اور معاند منا خان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں نہایت گستاخانہ زبان استعمال کی اور یہ بھی کہا کہ نعوذ باللہ آپؑ کی وفات بیت الخلاء میں ہوئی تھی۔ کچھ ہی عرصہ بعد منا خان کی ریڑھ کی ہڈی میں پانی بھر گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ جب اُس کو سلاتے تھے تو پانی سر سے اور مقعد سے گرتا تھا۔ آخر اُس کو اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا اور اُس نے بستر میں ہی پاخانہ کرنا شروع کر دیا اور اُس کی موت اپنے بستر کے بیت الخلاء میں ہی ہو گئی۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

❁ ❁ ❁

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم دسمبر ۹۹ء میں حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ کے مختصر حالات اور آپؓ کے حوالہ سے بعض روایات درج ہیں جن سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت اور اپنے صحابہؓ سے شفقت و محبت کا پہلو روشن ہوتا ہے۔ حضرت حافظ صاحبؓ بیعت کی سعادت حاصل کرنے والے اپنے گاؤں میں تیسرے اور اپنے ضلع میں تینتیسویں فرد تھے۔ آپؓ بھی اُن چند اصحاب میں سے تھے جنہیں حضور علیہ السلام کسی خاص مقصد کے لئے دعائیں کرنے اور خواب آئے تو بتانے کے لئے فرماتے۔

حضرت حافظ صاحبؓ کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن قادیان میں زیر تعلیم تھا، وہ تین چار روز بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ اُس کی وفات پر حضرت حافظ صاحبؓ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتے بعد جب آپ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے قادیان تشریف لے گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور بڑی شفقت سے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے بچے کی موت پر بہت صبر کیا ہے۔ مَیں نعم البدل کے لئے دعا کروں گا"۔ چنانچہ اس دعائے نعم البدل کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے آپؓ کو ایک اَور بیٹا عطا فرمایا یعنی حضرت حافظ فضل الرحمٰن صاحب جنہیں قریباً ربع صدی تک مغربی افریقہ میں دعوت الی اللہ کی توفیق عطا ہوئی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں ایک دفعہ بوجہ کمزوری نظر حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس علاج کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا کہ شاید موتیا اترے گا۔ مَیں نے دو اَور ڈاکٹروں سے بھی آنکھوں کا معائنہ کرایا۔ سب نے یہی کہا کہ موتیا اترے گا۔ تب مَیں مضطرب و پریشان ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال عرض کر دیا۔ حضورؑ نے الحمد (یعنی سورۃ الفاتحہ) پڑھ کر میری آنکھوں پر دست مبارک پھیر کر فرمایا "مَیں دعا کروں گا"۔ اس کے بعد پھر نہ وہ موتیا اترا اور نہ ہی وہ کم نظری رہی اور اسی وقت سے خدا کے فضل سے میری آنکھیں درست ہیں۔

حضرت حافظ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر موسم کا پھل مثلاً خربوزہ اور آم کافی مقدار میں باہر سے منگواتے تھے۔ جب مَیں خدمت میں حاضر ہوتا تو اپنے دست مبارک سے خربوزہ کاٹ کر مجھے دیتے اور آموں کے موسم میں آم بھی عنایت فرماتے اور بار بار کھانے کے لئے فرماتے۔

❁ ❁ ❁

آندھرا پردیش (بھارت) میں احمدیت

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس لندن میں فرمایا تھا کہ حیدر آباد دکن کے قرب و جوار میں سینکڑوں نچلے طبقہ کے لوگوں نے احمدیت قبول کی ہے۔ حضورؓ کا اشارہ ضلع وارنگل میں موجود جماعت کنڈور کی طرف تھا جہاں مکرم سید حسین صاحب نے احمدیت کا پودا لگایا تھا۔ بعد ازاں تقسیم ملک کے بعد کنڈور سے مرکز کا تعلق منقطع ہو گیا۔ ۸۱ء میں مکرم عبدالستار صاحب سبحانی نے قادیان خط لکھا کہ ہم یہاں اتنے لوگ احمدی موجود ہیں اس لئے کوئی معلم بھجوایا جائے۔ قادیان سے ہدایت ملنے پر مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم سابق صوبائی امیر آندھرا اپنے ہمراہ مکرم مولانا حمید الدین صاحب مرحوم کو لے کر کنڈور پہنچے۔ اس وقت وہاں تین صد احمدی موجود تھے۔ دونوں نے اس علاقہ میں نہایت جوش سے دعوت الی اللہ شروع کی جس کے نتیجہ میں ہزارہا احمدی ہوئے اور بہت سی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اس راہ میں بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ دھمکیاں دی گئیں اور حملے کئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت فرمائی۔ مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب کے قلم سے صوبہ آندھرا پردیش میں تبلیغی سرگرمیوں کے حوالہ سے ایک مضمون ہفت روزہ "بدر" ۱۱ تا ۱۸ر نومبر ۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

اس وقت صدر جماعت کٹا شپور مکرم سید حیدر علی صاحب ہیں۔ آپ قبول احمدیت سے پہلے سنگتراش قوم کے قائد تھے اور شراب کے عادی تھے۔ جب آپ نے آٹھ صد افراد کے ساتھ جماعت میں شمولیت اختیار کی تو کہا کہ اگر یہ جماعت سچی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے شراب کی عادت سے نجات دلائے گا۔ چند ہی ہفتوں میں انہیں شراب سے سخت نفرت ہو گئی اور اُن پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ گاؤں گاؤں پھر کر تبلیغ میں مصروف ہیں اور اب تک ایک لاکھ سے زیادہ افراد اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت قبول کر چکے ہیں۔

بیس سال قبل صوبہ آندھرا میں جماعتوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی لیکن گزشتہ سال تک چوبیس میں سے بیس اضلاع میں احمدیت پھیل چکی ہے اور چھ سو سے زائد جماعتیں قائم ہیں۔ جماعت کی ۲۹ مساجد میں سے ۱۲ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں جبکہ متعدد زمینیں جماعت کو پیش کی گئی ہیں۔ نومبایعین میں سے قادیان جا کر مبلغین، معلمین اور حافظ قرآن تیار ہو رہے ہیں۔ کئی تربیتی مراکز میں کیمپ منعقد ہو رہے ہیں جن سے سینکڑوں افراد استفادہ کر رہے ہیں۔ بہت سے لٹریچر کے علاوہ ایک تیلگو ماہنامہ بھی یہاں سے جاری کیا گیا ہے۔

ایک زیر تبلیغ دوست مکرم لال محمد صاحب نے قادیان جانے پر آمادگی ظاہر کی۔ اُن کی عمر اسّی برس ہے اور وہ اپنے گاؤں کی مسجد کے متولی اور امام بھی ہیں۔ مولویوں نے انہیں اس ارادہ سے قادیان کے بارہ میں گمراہ کن کہانیاں سنا کر باز رکھنا چاہا لیکن وہ چلے گئے اور واپس آ کر پورے گاؤں کو اکٹھا کر کے اپنے تاثرات سنائے تو پورا گاؤں احمدیت میں داخل ہو گیا۔ آپ کو تبلیغ کا ایسا جوش ہے کہ اب تک بیس گاؤں مکمل طور پر آپ کے ذریعہ احمدی ہو چکے ہیں جن میں چار مساجد بھی موجود ہیں۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم دسمبر ۹۹ء میں مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک خوبصورت نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

جو سوچئے تو اِک قدم ہے عزم سے اُڑان تک
جبیں سے آستان تک زمیں سے آسمان تک
نجانے کتنے ہی برس، برس برس کے رہ گئے
سفر کی اس امنگ سے سفر کی اس تھکان تک
گلی گلی مہک اٹھی کچھ ایسے اس کی روشنی
ہر آنکھ سے وہ دل میں تھا اور دل سے تھا زبان تک
خلاؤں تک ہی کیوں رہیں تری سحر طرازیاں
ذرا سی دیر کے لئے ادھر بھی، میری جان، تک
ہم عابد اس طرح چلے کہ منزلیں تھیں ہم سفر
مہاجرت کی شان سے مسافرت کی آن تک

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
04/12/2000 – 10/12/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 4th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.40 Children's Corner: Class No.102, Final With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®

01.10 *Dars ul Quran* By Hadhrat Khalifatul Masih IV

02.50 Liqa Ma'al Arab ®

03.50 Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna &Nasirat,

04.50 Tilawat, Nazm

05.15 *Ramadhan Programme:* By Saleem Malik Sb.

05.25 Seerat Un Nabi (SAW) Programme: Host: Abdul Basit Shahid Sb.

06.05 Tilawat, News

06.40 Children's Corner: 'Ramadhan and Us' Hosted by Bashir Orchard Sb

06.55 Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih

08.55 Urdu Class: Lesson No.517 ®

10.10 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation

11.15 *Dars ul Quran* By Hadhrat Khalifatul Masih IV

13.05 Tilawat, News, News

13.50 Bangali Service: Various Items

14.50 Rencontre Avec Les Francophones

15.50 Tilawat

15.55 Dars Hadiths: Presentation MTA Belgium

16.10 *Ramadhan Programme*: Sehri & Iftari Presenter Zahid Khan Sb.

16.20 Children's Class: Lesson No.103 Part I With Hadhrat Khalifatul Masih IV

16.55 German Service: Various Programmes

18.05 Tilawat,

18.20 Urdu Class: Lesson No. 518

19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.73

20.40 Tilawat, Darood Shareef

20.55 *Dars ul Quran* By Hadhrat Khalifatul Masih IV ®

22.05 Recontre Avec Les Francophones ®

23.05 *Ramadhan Programme:* Sehri & Iftari ®

23.15 Seerat Un Nabi (saw): By Abdul Shahid Sb.

Tuesday 5th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.40 Children's Corner: With Hazoor Class No.103 – Part I®

01.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

02.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.73 ®

03.25 MTA Sports:Badminton Semi Final

03.25 Learning Norwegian: Lesson No.99

04.20 Speech: by Maulana Sb. Mubarik Ahmaad

04.50 *Ramadhan Programme:* Hosted by Saleem Malik Sahib.

05.15 SeeratUn Nabi (saw) Programme No.5

06.05 Tilawat, News

06.40 Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV No. 103, Part I ®

07.10 Pushto Programme: F/S Rec: 13.08.99 With Pushto Translation

07.35 Pushto Programme: Masjid Muhibbat Khan Sb.

07.50 Unique Art Maila: Part I

09.00 Urdu Class: Lesson No.518 ®

10.15 Indonesian Service: Various Programmes

11.15 *Darsul Quran*: By Hazoor

12.30 *Ramdhan Programme* : Talk by Zaheer Ahmad Khan Sb.

13.00 Tilawat, News

13.50 Bengali Service: Various Items

14.50 Bengali Mulaqat: With Huzoor

15.50 Tilawat

16.00 Dars ul Hadith from Belgium

16.20 Seeratun Nabi (saw) Programme No.5

16.55 German Service: Various Items

18.05 Tilawat,

18.15 Urdu Class: Lesson No.519 Rec: 07.08.99

19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.74

20.20 Norwegian Programme: Speeches from 18th Jalsa Salana Norway

20.50 *Dars ul Quran*: ®

22.10 *Ramadhan Programme:* Prog. No.3 ® Topic: Issues about Ramadhan

22.30 Bengali Mulaqat: With Hazoor / Rec:1.2.00

23.30 *Ramadhan Programme:* ®

Wednesday 6th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.30 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.34

01.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

02.25 Liqaa Ma'al Arab : Session No.74 ®

03.25 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®

04.40 Tilawat

04.50 *Ramadhan Programme:* Talk on Ramadhan

05.00 Seeatun Nabi (SAW): Prog. No.6

06.05 Tilawat, News

06.40 Children's Corner: Quran Pronunciation ®

07.10 Swahili Programme: Seeratun Nabi (saw)

08.05 Swahili Programme: Dars ul Hadith

08.30 Hamari Kaenat: Programme No.69

08.55 Urdu Class: Lesson No.519 ®

10.10 Indonesian Service: Various Items

11.15 *Dars ul Quran:* by Hadhrat Khalifatul Masih IV

12.30 Darse Hadith: By Zahir Ahmad Khan Sb.

13.00 Tilawat, News

13.35 Bengali Programme: Various Items

14.35 Atfal Mulaqat: Rec:02.02.00

15.40 Tilawat

15.55 Children's Corner: Ramadhan & Us

16.10 Seerat un Nabi (saw): Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib (Prog. No.6)

17.00 German Service: Various Items

18.05 Tilawat

18.15 Urdu Class: Lesson No.520 / Rec.11.08.99

19.20 Liqa Ma'al Arab: Session no. 75

20.20 French Programme: Variuos Items

21.00 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

22.15 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®

23.20 *Ramadhan Programme* ® Presented by Naseer Qamar Sb.

Thursday 7th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.30 Children's Corner: Guldasta No.3

01.05 *Dars ul Quran*: By Hazoor ®

02.25 Liqaa Ma' al Arab: Session No.75 ®

03.30 Atfal Mulaqat: With Hazoor ®

04.35 Tilawat

04.45 *Ramadhan Programme:* ®

05.05 Seerat un Nabi(SAW): Prog. No.7

06.05 Tilawat, News

06.40 Children's Corner: Guldasta ®

07.15 Sindhi Programme: F/S Rec.02.07.99

08.10 Tabarrukat: By Maulana Abul Atta Sb. Topic: Khalifa Rashida & the Renewal of Religion. Jalsa Salana Rabwah 1968

09.10 Urdu Class: Lesson No.520 ®

10.10 Indonesian Service: Various Items

11.15 *Dars ul Quran:* Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV

13.00 Tilawat, News

13.35 Bengali Service: F/Sermon Rec: 09.09.94

14.40 Mulaqat: With Mauritian Speaking Guests

15.55 Tilawat,

16.10 *Ramadhan Programme:* MTA Belgium

16.25 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.35

16.55 German Service: Various Items

18.05 Tilawat,

18.15 Urdu Class: Lesson No.521 /Rec:13.08.99

19.40 Liqa Ma'al Arab Rec: Session No.76

20.35 MTA LIFESTYLE: Al Maidah

21.00 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

22.15 Tabarrukat: By Maulana Abul Atta Sb. Jalsa Salana Rabwah 1968 ®

23.15 Quiz History of Ahmadiyyat: No.65

23.45 Dars ul Hadith: With French Translation

Friday 8th December 2000

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News

01.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

02.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.76 ®

03.15 MTA Life Style: Al - Maidah ®

03.30 Mulaqat: With English Speaking Guests ®

04.55 *Ramadhan Programme:*

05.05 Seerat un Nabi(saw): Prog. No.8

06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News

06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation ®

07.20 Quiz; History of Ahmadiyyat No.65 ®

07.50 Saraiky Programme: F/S Rec: 11.02.00 With Siraiky Translation

08.40 Talk:With Advocate Mujeebur Rehman Sb

09.40 Urdu Class: Lesson No.521 ®

10.55 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat

11.25 Bengali Service: Various items

11.26 Tilawat, Dars Malfoozat, News

12.50 Nazm, Darood Shareef

13.00 Friday Sermon:

14.00 Documentary: 'Galiyaat' Mari

14.25 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking With Hadhrat Khalifatul Masih IV

15.25 Tilawat, Dars Hadith

15.50 Friday Sermon: From London ®

16.55 German Service: Various Items

18.05 Tilawat, Dars ul Hadith

18.30 Urdu Class: With Huzoor

19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.77

20.35 Speech: Jalsa/Salana U.K 2000 by Dr Iftikhar Ahmad Ayaz Sb.

21.20 Documentary: 'Galiyaat' Mari ®

21.40 Friday Sermon: By Hazoor

22.45 *Ramadhan Programme:* ®

22.55 Majlis-e-Irfan with Huzoor: ®

Saturday 9th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.40 Documentary ®

01.15 Friday Sermon: By Hazoor ®

02.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.77

03.15 Majlis Irfan: With Hazoor®

04.20 Computers for Everyone: Part 76

04.50 Tilawat

05.00 *Ramadhan Programme:* A Discussion

05.15 Seetaun Nabi (saw): Prog. No.2

06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News

07.10 MTA Mauritius: Children's Class

08.05 Weekly Preview

08.20 *Jalsa Salana Qadian 2000* Inauguration & Opening Speech by Mirza Waseem Ahmad Sb.

08.55 Urdu Class: ®

09.55 Indonesian Service: Various Items

11.15 *Dars ul Quran:* Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV

13.05 Tilawat, News

13.40 Bengali Service: Various Items

14.40 Children's Mulaqat: Rec.05.02.00 By Hadhrat Khalifatul Masih IV

15.45 Tilawat, Dars ul Hadith

16.05 Seerat-Un- Nabi (saw): Prog. No.2

16.40 Weekly Preview

16.55 German Service: Various Items

18.05 Tilawat,

18.10 Urdu Class: With Huzoor

19.15 Dars-e-Hadith: Blessings of Fasting

19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.78

20.30 Arabic Programme: Tafseer-ul-Kabir

21.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor

22.20 *Jalsa Salana Qadian 2000* ® Inauguration & Opening Speech

22.45 *Ramadhan Programme:* Discussion ®

23.00 Children's Mulaqat: ®

Sunday 10th December 2000

00.05 Tilawat, News

00.50 Quiz Khutabat-e-Iman

01.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®

02.20 Canadian Horizons: Children's Class No.58

03.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.78 ®

03.40 Tilawat , Dars ul Hadith,

04.05 *Ramadhan Programme:* Discussion ®

05.30 Seerat-un- Nabi (saw)

06.05 Tilawat, News, Weekly Preview

07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®

07.20 Children's Mulaqat: Rec.05.02.00 ®

08.20 Chinese Programme: Part 17

09.00 Urdu Class: ®

10.05 Indonesian Service: Various Programmes

11.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor

13.00 Tilawat, News

13.45 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat

14.45 Friday Sermon: ®

15.45 Tilawat, Dars ul Hadith, Weekly Preview

16.30 Children's Class: No.103 Final Part

16.55 German Service: Various Items

18.05 Tilawat,

18.10 Urdu Class: With Huzoor

19.10 Weekly Preview

19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.79

20.30 MTA USA: Messiah 2000 Zion City Conference, Part 2

21.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor

22.30 *Ramadhan Programme:* Dars, Talk, more..

22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 — Friday, December 01, 2000 — Issue No. 48

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

کلام محمودؓ کی تائید میں ”شاعر اہلحدیث“

سیدنا محمود حضرت مصلح موعودؓ نے متحدہ ہندوستان کے آخری جلسہ سالانہ قادیان (دسمبر ۱۹۴۶ء) کے موقع پر قوم مسلم کو خطاب کرتے ہوئے ایک نظم رقم فرمائی جس کے چند اشعار یہ تھے:۔

جو چال چلے ٹیڑھی جو بات کہی الٹی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے
کیوں قعرِ مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بوم کے سائے کو جب ظلِ ہما سمجھے
انصاف کی کیا اس سے امید کرے کوئی
بے داد کو جو ظالم آئینِ وفا سمجھے

(الفضل قادیان ۲۸/دسمبر ۱۹۴۶ء)

اب ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور کی اشاعت ۲۶/مئی ۲۰۰۰ء کے صفحہ ۲ پر ” شاعر اہلحدیث“ جناب محمد سعید صاحب کا تازہ منظوم کلام ملاحظہ فرمایئے۔ کس طرح تاجدار خلافت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ حقائق کی حیران کن حد تک پرزور تائید فرمارہے ہیں۔

زباں تھک گئی ہے خدا کہتے کہتے
لٹیروں کو بھی رہ نما کہتے کہتے
مقدر نہ ہو تیرگی، تو دعا کر
اندھیروں کو اے دل! ضیا کہتے کہتے
غضب ہے کہ ہر شے کا مفہوم بدلا
لٹے ہم جفا کو وفا کہتے کہتے
کہیں زندگی کا دیا بجھ نہ جائے
سم جاں ربا کو دوا کہتے کہتے
شکایت کریں کس سے، جاں پر بنی ہے
طبیبو! مرض کو شفا کہتے کہتے
کئی بوم اڑانے پڑے ہیں چمن سے
جنہیں ہم نے پالا ہما کہتے کہتے

☆......☆......☆......☆

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی پریس ریلیز

رسالہ ”جہد حق“ لاہور نے جون ۲۰۰۰ء کی اشاعت کے صفحہ ۶ پر حسب ذیل نوٹ دیا ہے:

”توہین رسالت کے قانون پر حکومت کی پسپائی“

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا اظہار تشویش۔

میدان جنگ سے اس طرح بزدلانہ پسپائی اختیار کرنے والے کمانڈر بہت کم ہونگے جس طرح ہمارے چیف ایگزیکٹو نے ایک چھوٹی سے پیش قدمی کے بعد اختیار کی، جس کا مقصد صرف انسداد توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کی روک تھام تھا۔ تجویز صرف یہ تھی کہ توہین رسالت کی شکایات پر مقدمے کے اندراج سے پہلے ذرا اعلیٰ سطح پر ان کا جائزہ لے لیا جائے۔ مگر قدامت پرست علماء کرام قانون کے غلط استعمال کی روک تھام میں اتنی دلچسپی نہیں رکھتے جتنی دلچسپی انہیں اس قانون کے آسانی سے استعمال ہونے کے باعث حاصل ہونے والی طاقت سے ہے۔ لہذا وہ ایک بے رحم اور سنگدل اپوزیشن کی صورت میں اس تجویز کے خلاف اکٹھے ہوگئے۔ حکومت جو بظاہر بڑے بڑے مسائل حل کرنے کے ارادے رکھتی ہے پریشانی کا شکار ہوگئی۔ پہلے اس نے روزانہ معذرتیں پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور آخر بلند ترین سطح سے بڑی پستی کے ساتھ پوری طرح ہتھیار ڈالنے کا اعلان کر دیا۔

اس معاملے کے تین پہلوؤں کی نشاندہی ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ چیف ایگزیکٹو نے دعویٰ کیا کہ وہ ایک عوامی مطالبے کی تکمیل کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان کے پاس عوام کی مرضی اور خواہش کو جاننے کا ذریعہ کیا ہے؟ کیا اس حکومت کے نزدیک ملی یک جہتی کونسل کے ارکان عوام کی رائے جاننے کا پیمانہ ہیں؟

دوم یہ کہ اگر اس حکومت کو ایک نان ایشو پر اس طرح ہراساں کیا جاسکتا ہے تو اس کے پیش نظر عظیم تر مقاصد کے بارے میں کسی نتیجہ خیز پیشقدمی کی امید کیسے کی جاسکتی ہے۔ جن مقاصد کی بنیاد پر اس نے سپریم کورٹ تک ایسی زبردست توثیق حاصل کی ہے کیا یہ حکومت اپنے ارادوں کے نفاذ کا مظاہرہ صرف ان لوگوں کی حد تک کرے گی جو اپنی کمزور آواز بلند نہیں کرسکتے۔ اور جب اسے مذہبی طبقے جیسی قوت رکھنے والوں کا سامنا ہو تو مکمل طور پر ہتھیار پھینک دے گی؟

سوم یہ کہ انسانی حقوق اور انسانی شرف اور عزت کے ساتھ حکومت کی وابستگی کے دعووں کا کھوکھلا پن ظاہر ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ لوگوں کا وہ ہجوم جو اس موضوع پر سرکاری میلے میں جمع ہوا تھا اسے اب عقل و ہوش کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

اب اس بات کا خطرہ واضح نظر آرہا ہے کہ مذہبی کہلانے والی یہ پارٹیاں اپنی اس کامیابی کے زعم میں کوشش کریں گی کہ ان کی پیشقدمی جاری رہے۔ ان کے پاس مطالبات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ ان سب کا مقصد اپنے محدود ایجنڈے پر پیشقدمی کرتے ہوئے معاشرے کو مزید پستی کی طرف لے جانا ہے۔ ان کے شگون پہلے بھی اچھے نہیں تھے اور اب تو کچھ زیادہ ہی بھیانک دکھائی دے رہے ہیں۔

(HRCP پریس ریلز ۱۷/مئی ۲۰۰۰ء)

یہ عہد ستم، سلسلۂ دار کہاں تک
رستے میں اندھیرے کی یہ دیوار کب تک
اے صبح میرے دیس میں تُو آکے رہے گی
روکیں گے تجھے شب کے طرفدار کب تک

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

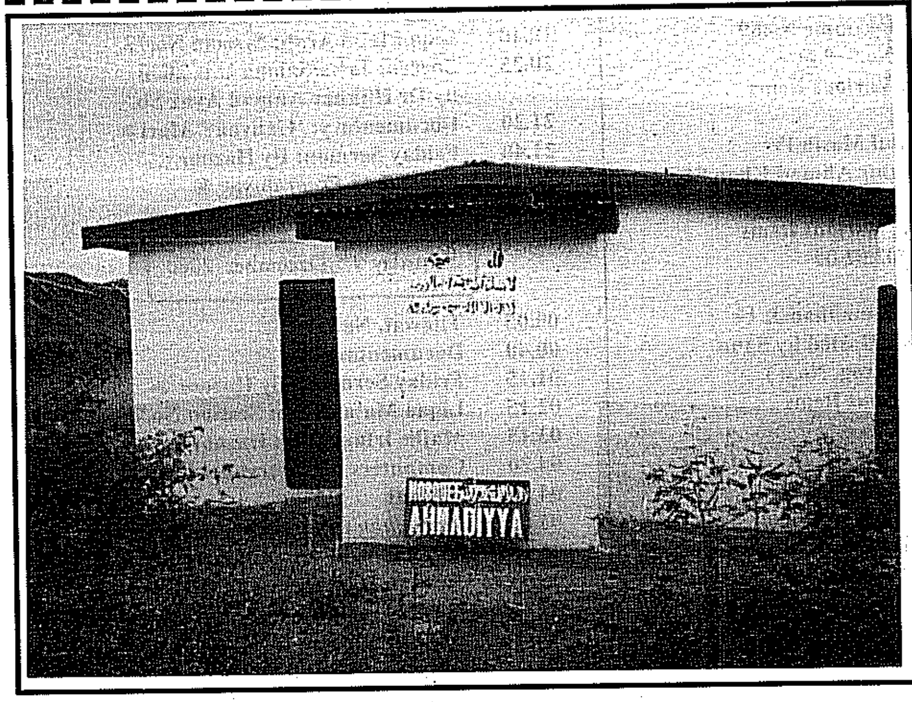

گاؤں کا نام: Nawolo Nouso
ملک آئیوری کوسٹ (Ivory Coast)
آبادی: ۵۷۰۰ نفوس

اس احمدی گاؤں نے نہ صرف مالی لحاظ سے اس مسجد کی تعمیر میں شرکت کی بلکہ رضاکارانہ طور پر وقار عمل کے ذریعہ سے مسجد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مسجد کی تعمیر پر قریباً ۳۵ لاکھ فرانک سی ایف خرچ ہوئے۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ ایک متعصب مولوی اس گاؤں میں پہنچا اور کہنے لگا کہ احمدیہ مساجد کی تعمیر کو اپنے گاؤں میں ہرگز قبول نہ کریں۔ لیکن گاؤں والوں نے کسی طور سے بھی اس متعصب کی متعصبانہ باتوں کو اہمیت نہ دی۔ اور احمدیت کے مخلص خادم بننے کے عزم کو بار بار دہرایا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے اخلاص میں از حد برکت عطا فرمائے اور اس مسجد کو تقویٰ سے زینت بخشے اور خالصۃً للہ مقبول عبادات بجالانے کی توفیق بخشے۔

کفالت یتامیٰ کی مبارک تحریک

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں ایسے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع دفتر کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کو دے کر اپنی رقوم ”امانت یکصد یتامیٰ“ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام کی وساطت سے جمع کروانا شروع کردیں۔ ایک یتیم بچے کی کفالت کا اندازہ خرچ ۵۰۰ روپے سے ایک ہزار روپے ماہوار ہے۔ اس وقت بفضل تعالیٰ ۱۲۰۰ یتامیٰ کمیٹی کے زیر کفالت ہیں۔

(سیکرٹری کمیٹی یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔